پہلا حصہ

محبت روگ ہوتا ہے

اریشہ غزل

باندھ لیں ہاتھ پہ سینے پہ سجا لیں تم کو
جی میں آتا ہے کہ تعویز بنا لیں تم کو
ہے تمہارے لیے کچھ ایسی حقیقت دل میں
اپنے ہاتھوں میں دعاؤں سا اٹھا لیں تم کو

"تم آج پھر کیوں آ گئے ہو......" فرزان کو دیکھ کر مشعل کا موڈ خراب ہو گیا۔

"تم یاد آتی آئی ہو مجبوراً آنا پڑتا ہے۔" وہ شرارت سے بولا۔

"شٹ اپ فرزان۔ کام کی بات کرو......" وہ بیزاری سے رخ موڑ کر رحما کو تلاش کرنے لگی۔

"کام کی بات یہ ہے میڈم میں آپ کو لینے آیا ہوں۔" اس نے مدعا بیان کیا۔

"کیوں...... تم میرے ڈرائیور مقرر ہو گئے ہو؟"

"آہ...... کاش......" وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر اداسے جھکا تو وہ ناراض نظروں سے اسے گھورنے لگی۔

"تمہارا آفس میں دل نہیں لگتا۔" وہ برہمی سے بول رہی تھی۔

"کیسے لگ سکتا ہے بھلا دل تو تمہارے پاس ہے۔" وہ وضاحتی سے مسکرایا۔

"فرزان تم کب تک محبت اور دل جیسے فضول کاموں میں پڑے رہو گے۔ اس کے علاوہ بھی زندگی میں بہت کچھ ہے۔"

"دنیا اور اس کے حالات چاہے جتنے بھی جدید اور ماڈرن ہو جائیں دل اور محبت کے پھیرے نہیں نکل سکتے۔ یہی تو زندگی کا اصل حسن ہے اس کی رونق ہے۔" وہ جذب کی کیفیت میں کہہ رہا تھا۔

"نجانے تم کس دنیا میں جیتے ہو یہ زندگی تو بہت ٹف اور پریکٹیکل ہے۔ محبت کے لئے جگہ کہاں......؟" وہ تلخی سے کہہ کر آگے بڑھی تو فرزان نے اس کا راستہ روک لیا۔

"تم گنجائش تو نکالو میں تمہیں محبت کرنا بھی سکھا دوں گا۔" وہ مسکرا رہا تھا۔

"جہاں جگہ ہو وہاں گنجائش نکلتی ہے۔ ویسے تم مووویز زیادہ نہیں دیکھتے۔" اس نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا۔ "ڈائیلاگ کم بولا کرو۔"

"ڈائیلاگ ہی سہی کبھی کسی ایک چیز سے تو متاثر ہوا کرو۔ یوں لگتا ہے کبھی کبھی تو پتھر سے سر پھوڑ رہا ہوں۔" اس نے شکوہ کیا۔

"اتنی دیر میں اب تم نے...... کام کی بات کی ہے خواہ مخواہ کیوں مجھ پر ٹائم ویسٹ کرتے ہو نیہا کے

لئے ہاں کر دو آنی بھی خوش ہو جائیں گی۔“ اس نے مشورہ دیا۔

”فضول ایڈوائس اپنے پاس ہی رکھو۔ یہ میری زندگی ہے مجھے اچھی طرح معلوم ہے میں کس کے ساتھ خوش رہ سکتا ہوں۔“ فرزان اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر کار تک لایا تھا۔

”یہ کیا زبردستی ہے۔“ وہ جھنجلائی۔

”پیار کی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی‘ جب تمہیں معلوم ہے کہ تمہیں میرے ساتھ ہی گھر جانا ہے تو بلاوجہ کی بحث کیوں اور کس لئے؟“ اس کے لہجے میں خفگی تھی۔

”پہلے کی بات اور تھی فرزان‘ ہمارے درمیان اتنی دوریاں نہیں تھیں‘ تمہارے یوں روز چلے آنے سے آفس ورک بھی متاثر ہوتا ہے اور آنی بھی یہ سب پسند نہیں کرتیں۔“ اس نے سنجیدگی سے سچ کہا وہ سچ جو وہ سننا نہیں چاہتا تھا۔

”دوسروں کی پسند..... ناپسند کا اتنا خیال ہے اور میں..... مجھے کیا پسند ہے کیا نہیں اس سے تمہیں کوئی سروکار نہیں ہے۔ کبھی اس پر بھی غور کرو میں تم سے کیا چاہتا ہوں اور ہمارے رشتے میں کوئی دوریاں نہیں آئیں‘ اپنے ذہن سے خناس نکال دو۔“ اس نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

”میں فریال کی کہانی کا حصہ نہیں بننا چاہتی۔“ وہ تلخی سے بولی۔

”اس میں کسی کا قصور نہیں تھا‘ یہ سب قدرت کے فیصلے ہیں جس کے آگے انسان بے بس و مجبور ہے ارمان بھائی کی حادثاتی وفات کا سب کو ہی دکھ ہے۔“ وہ رنج سے بولا تو اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔ ”وہ تو مر کر مٹی ہو گئے جو زندہ در گور ہو گئے ان کا ماتم کس نے کیا‘ آنی سمجھتی ہیں ان کا دکھ زیادہ بڑا ہے‘ کبھی وہ محسوس کرتیں جو فریال پر بیت گئی وہ قیامت کم نہیں تھی۔“

”وقت سب کچھ بھلا دیتا ہے وہ بھی سنبھل جائیں گی۔“ وہ تسلی دے رہا تھا۔

”یہ..... کہنا کس قدر آسان ہے سال بھر ہو چکا ہے اس واقعے کو مگر انہیں دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے ابھی کل کی ہی بات ہو‘ نہ وہ اس حادثے کو بھولی ہیں اور نہ ہی آنی کی باتوں کو اور نہ ہی ارمان بھائی کو..... کیا تم ایک بار پھر اس کہانی کو جنم دینا چاہتے ہو۔ جو ختم ہو چکی ہے۔“

”میرے جذبوں کو کہانی کا نام دے کر مذاق نہ اڑاؤ۔“ وہ بولا۔

”پلیز فرزان..... جو قصہ ختم ہو چکا ہے اسے مت دہراؤ‘ زندگی میں محبت ہی سب کچھ نہیں ہوتی‘ انسان سب سے زیادہ ضروری ہوتے ہیں اور میں یہ بات اچھی طرح جانتی ہوں کہ فریال کے قصے کے بعد اس گھر میں میرے لئے اب کوئی جگہ اور مقام نہیں ہے۔ تم کیوں زندگی کو اور مشکل بناتے ہو‘ مت آیا کرو‘ تمہیں دیکھ کر مجھے پچھلی باتیں سب یاد آ جاتی ہیں‘ وہ دکھ بھی جو دل کا زخم بن چکے ہیں۔“ اس کی آنکھوں میں نمی پھیل گئی تھی۔

”مما کا مقام اور ان کی اہمیت اپنی جگہ‘ مگر تمہارے لئے اس دل میں جگہ ہی جگہ ہے اور میں ساری دنیا سے لڑ سکتا ہوں اگر تم ساتھ دو.....“ وہ ابھی بھی نان سیریس تھا۔

”تمہارا مسئلہ یہ ہے کہ تم ہمیشہ خوابوں میں زندہ رہتے ہو‘ حقیقت کو فیس کرتے ہوئے گھبراتے ہو اور تمہارے جیسے لوگ کبھی پریکٹیکل نہیں ہوتے۔“

”اگر حقیقت یہی ہے کہ میری زندگی میں تم نہ ہو تو مجھے ایسی حقیقت نہ تو دیکھنے کا شوق ہے اور نہ ہی

سننے کا۔" اس نے کندھے اچکائے اس کے لفظوں پر اس کا دل خوش فہم ایک لمحے کو دھڑک اٹھا' وہ کتنا پراعتماد تھا اپنی محبت اور اس کے جذبے پر اور ایک وہ تھی...... ناامید اور مایوس' آنے والے وقت سے ڈری ہوئی' کل کے دکھوں سے خوف کھا کر اس نے آج ہی اپنی آنکھیں بند کرڈالی تھیں...... اور وہ کھلی آنکھوں سے مستقبل کے حسین سپنے دیکھتا تھا۔ مشعل نے تھک کر گزرتے منظروں سے نظریں چراتے ہوئے اپنے بوجھل ہوتے سر کو سیٹ کی پشت گاہ سے ٹکایا تھا۔

"مشعل...... تھک گئی ہو؟" فرزان نے پوچھا۔

"ہوں...... دل چاہتا ہے...... کبھی کبھی آنکھیں بند کرکے سوجاؤں اور جب آنکھ کھلے تو کوئی غم...... دکھ' پریشانی مجھ پر نہ ہو۔" اس کا لہجہ آزردہ ہوا۔

"تم اتنی مایوس کیوں ہو' حالات بدلتے ہیں تو انسان بھی بدل جاتے ہیں' مما کا رویہ بھی بدل جائے گا جو اختلافات ہوگئے ہیں' وہ سب ختم ہوجائیں گے۔ تھوڑے انتظار کی ضرورت ہے تم اپنا حوصلہ ختم مت کرو' امید مت چھوڑو۔" وہ اسے تسلی کے ساتھ سمجھا رہا تھا۔

"کچھ بھی ہونے والا نہیں ہے تم یونہی بیکار آس دلاتے ہو' ویسے بھی زندگی کے ایک ہی رنگ سے میں بیزار ہوتی جارہی ہوں' پہلے ہی کوئی آسانی نہیں ہے اوپر سے تم دماغ خراب کرنے چلے آتے ہو' کیا تم بچے ہو؟ تمہیں نہیں معلوم "فریال" کو جس گھر سے دھکے ملے ہوں' میرے گھر والے کس طرح وہاں میرا رشتہ کرسکتے ہیں۔" وہ جھنجلا رہی تھی۔

"فریال کا رشتہ ایک حادثے کی وجہ سے ختم ہوا تھا' ہم اس کے ذمے دار نہیں ہیں' پھر کیوں اپنی راہیں الگ کریں۔" وہ اپنی جگہ ڈٹا ہوا تھا۔

"یہ لیکچر اپنی مما کو دو جا کر تاکہ وہ تمہارے دماغ کے اس خناس کو نکال سکیں۔ وہ اس حادثے کی ذمے دار میری بہن کو مانتی ہیں۔" اس کا موڈ خراب ہوگیا۔

"میں تمہارے ساتھ ہوں' کیوں فکر کرتی ہو' میں نے اپنا رشتہ الگ نہیں کیا تم کیوں بلاوجہ کے وہموں کا شکار ہوتی ہو۔ میں سب کو منالوں گا۔ میرا یقین کرو۔" وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تو وہ بھڑک اٹھی۔ "گاڑی یہیں روک دو تم سے بحث بیکار ہے نہ خود سمجھتے ہو اور نہ دوسروں کو چین سے جینے دیتے ہو۔" وہ اپنا ہاتھ ہٹاتی ناگواری سے بولی۔

"ابھی تمہارا اسٹاپ بہت دور ہے مشعل۔" وہ نرم پڑا۔

"میری فکر کرنا چھوڑ دو' میں تمہارے بغیر بھی جی سکتی ہوں۔" وہ سختی سے کہتی اتری تو فرزان نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"تم جی سکتی ہو' مگر میں اپنا کیا کروں۔" اس کے بے بس انداز پر اس کا دل اداسیوں میں ڈوب گیا۔

"تمہاری یہی باتیں مجھے جینے نہیں دیتیں' کیوں اپنے لئے مسائل بڑھاتے ہو جب کچھ حاصل نہیں ہونا تو کیوں اس رستے کی طرف دوڑتے ہو۔ بھول جاؤ سب کچھ۔" وہ اپنا ہاتھ چھڑا کر دروازہ بند کرتے ہوئے بولی۔

"یہ اتنا آسان نہیں ہے۔" وہ اداس ہوا۔

"کوشش ضرور کرو' دنیا ایک "مشعل رضوی" پر ختم نہیں ہوتی۔" وہ کہہ کر بس کی طرف بڑھی تھی۔ بمشکل سیٹ ڈھونڈ کر وہ بیٹھی تو اس کا دل اندر ہی اندر اداسی کی بارش میں بھیگتا چلا گیا۔

ابھی ایک سال پہلے زندگی کتنی مطمئن تھی۔ اظہر اور فریال کی ایک ساتھ شادیاں طے ہوئی تھیں' اظہر

کے ولیمے میں فریال کی رخصتی ہونا تھی اور اس دن وہ خصوصی واقعہ پیش آیا جس کے بعد زندگی سنبھل کر نہیں دے رہی تھی۔ ارمان اپنے دوستوں کے ساتھ شاپنگ کرنے بازار گیا تھا اور پھر راستے میں گاڑی حادثے کا شکار ہوگئی۔ اس کے دونوں دوست معجزانہ طور پر بچ گئے تھے انہیں اتنی چوٹیں نہیں آئی تھیں جتنی ارمان کو آئی تھیں' ہاسپٹل لے جاتے ہوئے خون زیادہ ضائع ہونے کے سبب وہ چل بسا تھا۔ یہ ایسا سانحہ تھا جس نے دو خاندانوں کو ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے اجنبی کر ڈالا تھا۔ نا یہاں سے کوئی جاتا تھا اور نہ وہاں سے کسی کو ملنے کی توفیق ہوتی تھی سوائے فرزان کے وہ پرانے تعلقات دوبارہ استوار کرنا چاہتا تھا جبکہ یہ سب ناممکن تھا مگر وہ سوچتا ہی نہیں تھا۔ وہ اپنی محبت کے زور پر سب کچھ دوبارہ سے درست کر دینا چاہتا تھا حالانکہ جو رشتے ٹوٹ چکے تھے وہ اتنی آسانی سے جڑتے نظر نہیں آتے تھے۔ مشعل جانتی تھی جہاں منزلیں ایک نہیں ہوتی تھیں وہاں سرابوں میں سفر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اس لئے ہر بار اسے مایوس لوٹا کر خود بھی پشیمان اور دلگرفتہ ہوئی تھی۔ اس وقت بھی وہ اسے اپنے پیچھے چھوڑ آئی تھی گر دل وہیں کہیں رہ گیا تھا۔

❀❀❀

وہ دوبارہ کمرے میں آئی اور پھر فریال کو دیکھ کر اس کی ہمت جواب دینے لگی۔ وہ کس طرح اس سے وہ بات کر سکتی تھی جو اسے سوائے دکھ اور تکلیف کے کچھ نہیں دے سکتی تھی۔ مگر آخر کب تک اسے یونہی بھی نہیں چھوڑا جا سکتا تھا۔ یہ بات ہر صورت کرنی تھی اس نے اپنی ہمت جمع کی اور اس کے پاس آ بیٹھی۔

"فریال اسد بھائی اور ان کے گھر والے بہت اچھے ہیں۔ گھر بار بھی اچھا ہے اپنا بزنس ہے پیسے کا بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے اس لئے ..... امی چاہتی ہیں کہ تم ہاں کر دو۔" اس نے ایک لمحے کو رک کر پتھر بنی فریال کو سنایا تھا۔

"جب سب فیصلے خود کرنے ہیں تو پھر پوچھنے کی ضرورت کیا ہے۔" اس کے ٹوٹے لہجے پر مشعل نے اس کے گلے میں اپنی بانہوں کے ہار ڈالتے ہوئے اسے تسلی دینی چاہی۔ "تم خوش رہو گی فری وہ سب بہت اچھے ہیں پھر امی کی فکر بھی دور ہو جائے گی۔"

"خوشیاں مجھے راس نہیں آتیں مجھے خوشیوں سے ڈر لگتا ہے مشعل' پلیز مجھے ایک بار پھر اس امتحان میں مت ڈالو....." اس کی آنکھوں کے ساتھ لہجہ بھی بھیگ گیا۔

"وہ ایک حادثہ تھا فری..... تم اسے بھول کیوں نہیں جاتیں' زندگی میں سب کچھ ہمیں اپنی مرضی سے نہیں ملتا تقدیر کے ہاتھ میں ہم سب کٹھ پتلیاں ہیں اور ہمارے فیصلے اوپر کہیں اس کے حکم سے ہوتے ہیں۔ جو گزر گیا وہ تمہارے نصیب میں نہیں تھا۔ جو آج مل رہا ہے وہ تمہاری قسمت ہے اسے بڑھ کر تھام لو۔" مشعل نے اس کے آنسو چنتے ہوئے حوصلہ دیا۔

"میں کس طرح وہ سب بھول جاؤں جو میرا نصیب نہیں بن سکا' اس حادثے نے میرا سکون' میری خوشیاں' میرا سکھ' میرا کل سب کچھ چھین لیا ہے۔ صرف ایک ارمان ختم نہیں ہوا اس کے ساتھ میں نے سب کچھ اپنی آنکھوں کے سامنے مرتا دیکھا ہے۔ مجھے اس مشکل میں دوبارہ مت ڈالو امی سے کہو میری فکر کرنا چھوڑ دیں۔" اس کی وہی ایک رٹ تھی۔

"وہ تمہاری وجہ سے بیمار رہنے لگی ہیں تمہیں اپنے غم میں کسی اور کا احساس ہے..... ارمان بھائی کے علاوہ بھی تمہاری زندگی میں چند رشتے اور ہیں جنہیں تم بھلائے جی رہی ہو' کب تک اس حادثے کا ماتم

کرتی رہوگی۔ نکل آؤ اس غم سے فریال ورنہ زندگی بہت مشکل ہو جائے گی۔"

"میں کیا کروں اتنا تو بھولنے کی کوشش کرتی ہوں مگر کچھ بھولتا ہی نہیں ہے' کاش ارمان کے بجائے میں مر جاتی' یوں میری وجہ سے سب پریشان تو نہ ہوتے۔" وہ سسک سسک کر رونے لگی تو مشعل نے اپنا سر تھام لیا' ادھر زینت بیگم اس کی وجہ سے پریشان تھیں اور اس کے غم نے انہیں بیمار ڈال دیا تھا۔ ادھر یہ نادان کچھ سمجھتی ہی نہیں تھی۔ اسے زندگی کی اس بے رنگی سے نفرت سی ہونے لگی تھی۔ وہ اسے یونہی روتا چھوڑ کر نیچے چلی آئی۔ فاریہ بھابی چائے بنا رہی تھیں۔

"کیا ہوا منہ کیوں سوجا ہوا ہے۔"

"کچھ نہیں...." وہ چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

"فریال کی وجہ سے پریشان ہو...." وہ بھانپ گئی تھیں۔

"ہوں.... کیا کروں امی کہتی ہیں اسے راضی کرو اور وہ ہے کہ کچھ سمجھتی ہی نہیں ہے الٹا رونے لگتی ہے اور.... میں اس کے آنسو نہیں دیکھ سکتی۔" وہ بے بسی سے بولی۔

"ایک واحد تم ہو جو اس کی "نا" کو "ہاں" میں بدل سکتی ہو تمہیں ہی کوشش کرنی ہوگی اسے اس غم سے نکالنے کے لیے اگر تم ہی مایوس ہو جاؤ گی تو وہ کبھی اس صدمے سے باہر نہیں آ سکے گی۔" فاریہ نے چائے کا مگ اس کے سامنے رکھتے ہوئے نرمی سے کہا۔

"میں کیا کروں بھابی اتنا تو سمجھاتی ہوں' جو ہو چکا ہے اسے بدلا نہیں جا سکتا' صرف سمجھوتہ کیا جا سکتا ہے اور وہ.... ایسا کرنا نہیں چاہتی ورنہ دن تو بہت ہو چکے ہیں وہ سنبھلنا چاہتی تو سنبھل سکتی تھی۔" اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے مایوسی سے کہا۔

"تمہارے بھائی کا رات کو فون آیا تھا۔"

"پھر....؟" اس نے بے تابی سے پوچھا۔

"وہ بھی اس رشتے سے خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ فوراً ہاں کہہ دی جائے۔" وہ بیٹھتے ہوئے بولیں۔

"آپ بتا دیتیں یہاں کیا مسئلہ کھڑا ہے۔" وہ افسردگی سے گویا ہوئی۔

"امی (نگہت بیگم) نے منع کر دیا تھا وہ کہہ رہی تھیں' پردیس میں پریشان ہو جائے گا۔ مگر میں کہتی ہوں اس مسئلے کو کسی طور حل نہیں کیا گیا تو کل کیا ہوگا؟ آج رشتے آ رہے ہیں وقت گزر گیا تو.... اچھے رشتے نصیب سے آتے ہیں۔" وہ اسے گہری فکر میں ڈال کر کچن سے نکل گئیں۔ وہ چائے سے اٹھتی بھاپ پر نظریں جمائے دور ماضی میں ڈوبی ہوئی تھی۔

"تمہارا منہ دیکھ کر مجھے وہاں جانا پڑتا ہے ورنہ ان لوگوں کی اکڑی ہوئی گردنیں اور تنے ابرو دیکھنے کا مجھے کوئی شوق نہیں ہے۔

"کیا کروں یار جب سے وہ حادثہ ہوا ہے ہماری تو زندگی ایک ہی پلیٹ فارم پر رک سی گئی ہے۔ پہلے وہ جسمانی طور پر بیمار تھی اور اب ذہنی طور پر بیمار ہے۔ نہ وہ کچھ سمجھتی ہے اور نہ ہی ماننے پر آمادہ ہوتی ہے۔ امی بھی اس کی فکر میں گھلنے لگی ہیں اور وہ ہے کہ خوشیوں سے منہ موڑے بیٹھی ہے۔" اندر آتی فریال کے قدم مشعل کے الفاظوں پر اپنی جگہ رک گئے تھے۔ وہ دیوار پر اپنے کانپتے ہاتھوں کا سہارا لے کر کھڑی ہوگئی۔

"ابھی زخم تازہ ہے تکلیف تو ہوگی تم انہیں مصروف رکھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتیں۔" ہما بولی۔

"وہ مصروف تو رہتی ہیں دن بھر ارمان بھائی کی یادیں جمع کیے انہی سے بہلتی رہتی ہیں۔ انہیں دوسرا فرد نظر ہی کون آتا ہے؟" اس کے لہجے میں تلخی سی تھی۔

"پہلی بار میں تمہارے لہجے میں مایوسی دیکھ رہی ہوں......" ہما کی حیرت واضح تھی۔

"میں تھک چکی ہوں اس کے آنسو دیکھ کر وہ تو رو کر اپنا غم ہلکا کر لیتی ہے میں اپنے آنسو کہاں لے کر جاؤں؟ کس کا کاندھا تلاش کروں۔" اس کی آنسوؤں میں بھیگی آواز جیسے اس کے دل پر پڑی تھی۔

وہ اپنے غم میں اسقدر ڈوب چکی تھی کہ اسے اپنے ساتھ کھڑے لوگ نظر ہی نہیں آتے تھے۔ آج پہلی بار مشعل کے لفظوں نے اسے جھنجھوڑ ڈالا تھا۔ اس کی پیشانی عرق آلود ہو گئی وہ لرزتی ٹانگوں سے واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی تاکہ وہ دونوں اس کی موجودگی سے لاعلم ہی رہیں دوسری طرف ہما کہہ رہی تھی "تم میرا کاندھا ادھار لے لو یار اتنی ڈپریسڈ باتیں نہ کرو۔" اس کے شرارتی انداز پر وہ بھیگی آنکھوں سمیت مسکرا دی۔

"تم ذرا دیر کیلئے بندے کو سیریس نہیں رہنے دیتیں۔"

"فریال سے زیادہ مجھے تم ڈپریشن کا شکار لگ رہی ہو مانا زندگی ایک حادثے کا شکار ہوئی تھی مگر رکی تو نہیں ہے زندگی کے سارے معاملات جاری و ساری ہیں تو پھر تم کیوں قنوطیت کا شکار ہوتی جا رہی ہو۔ فریال کو اس غم سے نکالنے کے لئے باہر سے کوئی دوسرا فرد نہیں آئے گا تم انہیں زندگی کی طرف کھینچ سکتی ہو اپنی قسم دے کر ہر بات منواؤ دیکھو وہ کیسے انکار کرتی ہے۔" ہما کی باتیں اس کے اندر ایک نیا جذبہ لگن پیدا کر رہی تھیں۔

"اگر وہ نہیں مانی تو......؟" اس نے بے یقینی سے کہا۔

"یقین کے ساتھ منواؤ مان جائے گی۔ کوئی بھی حادثہ اتنا گہرا نہیں ہوتا کہ انسان جینا چھوڑ دے ویسے اس پرپوزل کا کیا ہوا؟" اس نے چیئر پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"فریال اس سلسلے میں کچھ سننے کو تیار نہیں ہے۔" مگوں میں چائے انڈیلتے ہوئے کہا۔

"وقت سب کچھ سکھا دیتا ہے یار وہ بھی رفتہ رفتہ سب بھول جائے گی۔" ہما نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"کب یار...... کب اور کتنا عرصہ چاہئے انہیں سنبھلنے کے لئے...... یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ مرنے والوں کے ساتھ کوئی بھی نہیں مرتا مگر زندہ درگور تو ہو جاتے ہیں پرپوزل آج آیا ہے کل کس نے دیکھی؟" مشعل نے اسے مگ پکڑاتے ہوئے کہا۔

"تھوڑا ٹائم مانگ لو اگر انہیں فریال آپی اتنی ہی پسند آئی ہیں تو وہ لوگ رک جائیں گے فی الحال منگنی کر دینا شادی سال...... دو سال بعد ہوتی رہے گی اتنے اظہر بھائی بھی اپنا ایک سالہ کورس مکمل کر کے آسٹریلیا سے آجائیں گے۔"

"دراصل اسد بھائی اپنی چاروں بہنوں کے اکلوتے بھائی ہیں جہاں آرا آپا نے اپنی تمام بہنوں اور بھائی کو بڑا امن کر پرورش کی ہے والدین ان کے ہیں نہیں تینوں بہنوں کو اپنے اپنے گھر کا کر دیا ہے اب اسد بھائی کے سر پر سہرا دیکھنا چاہتی ہیں اور بہنوں کی نسبت وہ مجھے خاصی تیز لگی ہیں کہنا نہیں چاہئے مگر...... انہیں دیکھ کر دل ڈرتا ہے کہیں بعد میں فریال کے ساتھ......"

"اس طرح وہم کرتی رہیں تو ہو گئے مسئلے ختم......" ہما نے اسے ٹوکا۔

"ہاں یار اسی وجہ سے میں نے امی اور بھابی سے کچھ نہیں کہا اور چاہتی ہوں رشتہ ہو جائے۔ اسد بھائی تو اچھے ہیں اپنا بزنس ہے منع کرنے کو جی نہیں چاہتا

مگر اس سے کون بات کرے ایک سال ہو چکا ہے اس حادثے کو مگر وہ ابھی تک وہیں کھڑی ہے۔ اس سوگ اور غم میں ڈوبی ہوئی میں اسے خوش دیکھنا چاہتی ہوں‘ جیسے کبھی وہ ارمان بھائی کے ساتھ جیتی تھیں‘ زندگی کو رشک کرتی تھیں اس پر اب تو وہ کسی مرجھائے ہوئے پھول کا عکس لگتی ہیں۔‘‘ وہ اس کی طرف سے بہت متفکر اور پریشان تھی۔

’’مجھے تو اس وقت تم بھی باسی گوبھی کا پھول دکھائی دے رہی ہو۔‘‘ وہ شوخ ہوئی۔

’’بی سیریس یار...... ایک واحد تم ہو جس سے میں اپنے دل کی باتیں کر لیتی ہوں۔‘‘ مشعل نے اسے ٹوکا۔

’’باتوں پر یاد آیا میں ہی آپی (فاریہ) اور تم لوگوں کی خیریت معلوم کرنے آ جاتی ہوں تم کب گھر آؤ گی۔ فیض بھائی بھی پوچھ رہے تھے اور دوسرے کچھ رقم ہاتھ آئی ہے تم فری ہو گی تو دونوں ساتھ چلیں گے شاپنگ کرنے۔‘‘

’’آؤں گی یار...... یہ مسئلے ختم ہوں گے تو کہیں آنا جانا بھی اچھا لگے گا۔‘‘ وہ قنوطی ہو رہی تھی۔

’’اپنے اس خول سے نکلو زندگی کو انجوائے کرنا سیکھو فریال آپی کے ساتھ مجھے تم بھی بیزار لگ رہی ہو۔ پہلے اپنے آپ کو ٹھیک کرو پھر ان کے لئے کوشش کرنا جب تم ہی مایوس ہو گی تو وہ بھلا کیسے ٹھیک ہوں گی ایسا کرتے ہیں پروگرام ڈیسائیڈ کرتے ہیں انہیں بھی اپنے ساتھ لے چلتے ہیں۔ تھوڑا دل ہی بہل جائے گا۔‘‘ اس نے پروگرام بنایا۔

’’وہ چلنے پر تیار ہوں تو بات بھی کروں۔ ہمہ وقت کمرے میں بند یا تو روتی رہتی ہیں یا ارمان بھائی کی تصویریں دیکھتی رہتی ہیں۔ اسے کیسے راضی کروں۔‘‘

’’ایسے ہی جیسے فرزان بھائی تمہیں ساتھ لے جانے پر راضی کر لیتے ہیں۔ پرسوں بھی تم مجھے یونیورسٹی چھوڑ کر ان کے ساتھ چلی گئی تھیں۔‘‘ وہ شرارت سے بولی۔

’’بکواس نہ کرو یہاں جان پر بنی ہے تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے۔‘‘ وہ خفا ہوئی۔

’’ابھی تم نے اپنے دل کی بات کی ہی کہاں ہے؟ جب سے آئی ہوں فریال یہ...... فریال وہ...... ایک ہی ٹاپک پر گھوم رہی ہو۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا تم بتاتیں فرزان نے خوبصورت سی کوئی رنگ دی یا بوکے بھجوایا ہے۔‘‘

’’شٹ اپ یہ شخص کہاں سے آ گیا؟‘‘ اس کا موڈ خراب ہوا۔

’’مان لو تم اسے ناپسند نہیں کرتیں۔‘‘

’’تو؟‘‘ اس نے ابرو اچکائے۔

’’تو وہی جو میں کہہ رہی ہوں فریال نہ سہی تم سہی کوئی تو ’’وہاج ہاؤس‘‘ کی رونق بنے گا۔ ویسے بندہ برا نہیں ہے۔‘‘ اس نے آنکھیں جھپکائیں۔

’’نہیں ہما...... ارمان بھائی ہوتے تو اور بات تھی مگر اب...... بہت فاصلے آ چکے ہیں۔ ان کی وفات نے رشتوں میں بہت دوریاں ڈال دی ہیں‘ آنی سمجھتی ہیں کہ فریال کی وجہ سے ان کا بیٹا...... اور میں نہیں چاہتی جس گھر میں ایک بار میری بہن کی بے عزتی ہو چکی ہو اس کی عزت نفس کی دھجیاں بکھیری گئی ہوں وہاں کوئی اور خواب سجا کر جاؤں‘ مجھ میں اتنی برداشت نہیں ہے کہ ایک محبت کے لئے اپنے مان اپنے وقار کی قربانی دیتی پھروں۔‘‘ اس نے سختی سے اپنے لب بھینچے تھے۔

’’چاہے...... دل کا خون ہی کیوں نہ ہو جائے۔‘‘ ہما تلخی سے ہنسی تھی۔

’’ہے عشق مگر اتنا...... زیادہ بھی نہیں ہے...... یہ

شعر تو سنا ہی ہوگا۔" زہر خند مسکراہٹ اس کے لبوں تک آئی تھی۔

"تمہارا کچھ نہیں ہوسکتا....." ہما نے ہاتھ نچایا تھا۔

❀❀❀

"کیا برائی ہے نیہا میں....." صولت بیگم نے تیکھے ابروؤں کے ساتھ فرزان سے پوچھا۔

"ممی! برائی کوئی نہیں ہے بات صرف پسند کی ہے اور وہ میں نیہا کو نہیں مشعل کو پسند کرتا ہوں۔" اس نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"تم چاہتے ہو میں اس لڑکی کو بہو بنالوں جس کی ایک بہن کے منحوس قدم سے میرا بیٹا مجھ سے جدا ہوگیا اور اب دوسری لاکر میں پھر وہی غلطی دہراؤں۔" وہ بھنچے سے اکھڑ گئیں۔ غصے سے ان کا بی پی فوراً ہائی ہوگیا۔ ابھی ارمان کی موت کا زخم تازہ تھا۔ ذرا سی بھی خلاف توقع بات دل کو ناگوار گزرتی تھی۔

"اس میں فریال کا کیا قصور ہے ممی؟ وہ ایک حادثہ تھا اور وہ کسی کے بھی ساتھ پیش آسکتا تھا۔" وہ متاسف ہوا۔

"ہم میں تمہیں کھونے کی طاقت نہیں ہے نہیں اس سبز قدم لڑکی کو بہو نہیں بنا سکتی تم یہ ضد چھوڑ دو بیٹے۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر بے بسی سے بولیں۔

"ٹھیک ہے مشعل کا خیال چھوڑ دیتا ہوں مگر....." وہ ایک لمحے کو رکا۔ اس کے فیصلے نے ان کے چہرے پر روشنی سی بکھیر دی تھی۔ "مگر....." وہ اس کے لفظوں پر الجھ سی گئیں۔

"پھر آپ کو بھی نیہا کا خیال ترک کرنا ہوگا میں کبھی شادی نہیں کروں گا۔"

"فرزان۔" وہ اس کی شرط پر تڑپ گئیں۔ ایک بیٹا کھو چکی تھیں دوسرا بیٹا ہاتھوں سے جارہا تھا۔ ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

"تم نے اگر ماں کو دکھ دینے کی قسم کھائی ہے تو پھر ٹھیک ہے وہی کرو جو تمہارا دل چاہے۔" وہ ناراضگی سے اٹھ گئیں۔

"ممی! میں آپ کو ناراض نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی آپ کو دکھ دے کر اپنی خواہشیں پوری کرنا چاہتا ہوں۔ مشعل بہت اچھی لڑکی ہے اگر آج ارمان زندہ ہوتا تو وہ از خود اس سلسلے میں آپ سے بات کرتا۔ مگر اس کی قسمت نے یاوری نہیں کی۔ آپ اس ایکسیڈنٹ کو ایشو نہ بنائیں وہ کسی کے بھی ساتھ ہوسکتا تھا۔" اس نے نرمی سے انہیں قائل کرنا چاہا۔

"وہ کسی کے ساتھ نہیں ہوا صرف میرے بیٹے کے ساتھ ہوا ہے۔ تم بھول سکتے ہو اس دکھ کو کیونکہ تمہاری آنکھوں پر اس لڑکی کے حسن کی پٹی بندھی ہوئی ہے مگر میں اس تکلیف کو نہیں بھول سکتی جو آج بھی اندر سے میرا دل کاٹتی رہتی ہے۔ تمہاری شادی اگر کسی کے ساتھ ہوگی تو وہ نیہا ہے اور اگر ہمارے دل پر پیر رکھ کر تم نے اپنی خوشیاں پوری کرنی ہے تو پھر کرتے پھرو یہاں سے کوئی فرد شریک نہیں ہوگا۔" وہ اٹل لہجے میں مضبوطی کے ساتھ فیصلہ سناتے ہوئے بولیں اور کمرے سے باہر چلی گئیں۔

"بھائی..... پلیز مان جائیں ناں..... نیہا بہت اچھی ہے۔" دانیہ نے فرزان کے ہاتھ عاجزی سے تھامتے ہوئے ریکوسٹ کی۔

"بری تو مشعل بھی نہیں تم ممی کو سمجھاتی کیوں نہیں ہو۔" وہ ڈپریسڈ ہوا۔

"ممی نہیں مانیں گی وہ شروع سے ہی آپ کے لیے مسز شاہ کی بیٹی کو پسند کیے ہوئے ہیں۔ بقول ان کے ارمان نے اپنے دل کی کرلی مگر فرزان کی شادی میں اپنی پسند سے کروں گی وہ میری کوئی بات نہیں

ٹالتا اور آج آپ ان کی اتنی بڑی خواہش رد کر رہے ہیں۔"

"ممی یہ کیوں نہیں سوچتیں مشعل ان کی بھانجی بھی ہے۔ کوئی غیر نہیں' شادی پوری زندگی کا معاملہ ہوتا ہے کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے کہ چند گھڑی کھیلا اور ختم ممی کی خواہش کے لئے اگر میں شادی کر بھی لوں تو کیا گارنٹی ہے کہ آنے والی سے میں خوش رہوں گا۔ وہ مجھے اتنی ہی خوشیاں دے گی جس کی وہ آرزو کر رہی ہیں اگر اس کے اور میرے مزاج نہیں ملے تو اس میں کس کی زندگی برباد ہوگی میری صرف میری......" وہ جھنجلایا تھا۔

"بھائی آپ اس سے مل کر تو دیکھیں وہ بہت سمجھدار اور اچھی لڑکی ہے آپ کو مایوسی نہیں ہوگی۔" دانیہ نے پرزور انداز میں کہا۔

"او کے......اگر مجھے مل کر مایوسی ہوئی تو پھر تم لوگ اصرار نہیں کرو گے۔" اس نے دانیہ کو ٹالتے ہوئے بات مانی تھی۔ وہ خوشی سے اچھل ہی پڑی۔

او بھائی...... تھینکس ممی خوش ہوجائیں گی۔"

"ابھی ممی کو نہیں بتانا پہلے میں نیہا سے ملنا چاہوں گا۔" اس نے نیا راستہ ڈھونڈ نکالا تھا اس کے لبوں پر پراسرار مسکراہٹ آن ٹھہری۔ "اگر نیہا ہی اس سلسلے میں انکار کردے پھر تو منزل آسان ہی ہے۔ اس نے چابیاں اور موبائل جیب میں ڈالتے ہوئے باہر کا رخ کیا تھا۔

❀❀❀

"اب کیسی طبیعت ہے آپ کی......" فریال نگہت بیگم کے پاس بیٹھتے ہوئے آہستگی سے بولی۔

وہ اسے اتنے دنوں بعد اپنے کمرے میں دیکھ کر ایک لمحے کو حیران ہوئیں پھر مسرت سے اسے گلے لگالیا۔ "تو تو ٹھیک ہے ناں۔" ان کی آنکھوں میں نمی تیر گئی۔

"ہاں امی...... اب میں ٹھیک ہوں بالکل ٹھیک۔" اس کا لہجہ کھویا کھویا سا تھا۔ اتنے دن اپنی محبت کے غم پر ماتم کرنے کے بعد وہ جیسے اس دکھ کی دھوپ سے اچانک ہی باہر نکل آئی تھی۔ اپنوں کی خاطر وہ اپنے جنہیں وہ بھلائے جی رہی تھی۔

"تم نے ناشتہ کرلیا۔" نگہت بیگم نے پیار سے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

"جی۔ یہ مشعل کہاں ہے؟" وہ ان کے بیڈ پر ہی ٹک گئی۔

"مشعل تو یونیورسٹی گئی ہے۔ مجھے اس کی طرف سے بھی فکر رہتی ہے پہلے تمہارے ساتھ جاتی تھی تو دل مطمئن رہتا تھا اب جب تک وہ واپس نہیں آجاتی دل ہولتا رہتا ہے۔" وہ اپنے دل کی کیفیتیں بتا رہی تھیں۔

"کچھ دنوں کی اور پریشانی ہے پھر اس کا ایم۔ ایس۔ سی کمپلیٹ ہوجائے گا تو اس کی بھی شادی ہوجائے گی۔ یہ بے فکری کے دن ہیں یونہی کاٹنے دیں۔" وہ مطمئن نظر آرہی تھی' آج اس کی آنکھوں میں وہ نمی نہیں تھی جو اس کی آنکھوں کا حصہ بن چکی تھی اور نہ ہی چہرے پر درد کی وہ کیفیت تھی جس میں وہ گزشتہ عرصے سے مبتلا رہی تھی۔ وہ اس کے چہرے پر کھوجتی نظروں سے غم تلاش کرتی رہیں پھر سرد آہ بھر کر بولیں۔

"تجھ سے پہلے اس کی کیسے کردوں حالانکہ بہت اچھا رشتہ آیا ہوا ہے۔ اگر تو راضی ہو تو دونوں کی ساتھ ہوجائے۔" وہ اس کی ناراضگی کے پیش نظر ڈرتے ڈرتے بولیں تو وہ سنجیدہ ہوگئی' اس کے چہرے پر عجیب سی افسردگی چھاگئی۔

"آپ جو بہتر سمجھیں کریں۔"

"فریال..... میری بچی....." وہ اس کے لفظوں پر کھل اٹھیں اتنے دنوں بعد جسے آج خوشی کا کوئی لمحہ ان کے ہاتھ آیا تھا۔ وہ فاریہ بھابی کو آوازیں دینے لگیں۔ اس خوشی کو وہ لمحوں میں سب جگہ پھیلا دینا چاہتی تھیں۔ وہ فاریہ بھابی کے آتے ہی وہاں سے اٹھا گئی۔ جو ان کی آواز پر حواس باختہ اندر آئی تھیں۔

"خیر تو ہے امی۔"

"بس خیر ہی ہے اللہ نے خوشیوں کے دن دکھائے ہیں دلہن۔" وہ ان کے ہاتھ تھامتے ہوئے مسرت سے بولیں۔ "جہاں آرا کو فون کرکے ہماری رضامندی دیدو تاکہ وہ رسم پوری کرلے۔"

"تو کیا..... فریال....." انہوں نے بے یقینی سے پوچھا۔

"ہاں..... ہمارے نصیب کھل گئے۔ وہ مان گئی ہے آج ہی اظہر کو فون کردو تاکہ وہ پاکستان آنے کی کوشش کرے۔" وہ سب کچھ یکدم کرنا چاہتی تھیں۔

"فریال مان گئی یہ بڑی خوشی کی بات ہے مگر..... آپ نے مشعل سے اس پرپوزل کے متعلق پوچھا اس کی کیا رائے ہے؟"

"مشعل کبھی انکار نہیں کرے گی میں جانتی ہوں۔ اچھی طرح جہاں کردوں گی وہیں ہاں کردے گی۔" بڑے مان سے وہ کہہ رہی تھیں۔

"پھر بھی امی....." فاریہ کہتے کہتے جھجک گئی۔ ابھی چند سالوں پہلے اس نے فرزان اور مشعل کی ایک دوسرے کے سلسلے میں پسندیدگی کو نوٹ کیا تھا۔ اور کزنز میں پسندیدگی محبت ہو ہی جایا کرتی ہے پھر یوں ہوا کہ ارمان کی ناگہانی موت نے سب رشتے تنکوں کی طرح بکھیر دیئے سب ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہوگئے۔ نہ یہاں سے کوئی وہاں جاتا تھا اور نہ ہی وہاں سے یہاں کوئی آتا تھا۔ معلوم نہیں وہ محبت بھی زندہ تھی یا وہ بھی اس حادثے کی نذر ہوگئی تھی۔ وہ مشعل سے مل کر یہی جاننا چاہتی تھی۔

"فریال مان گئی ہے۔" وہ دوپہر کھانے پر مشعل کو بتارہی تھی۔

"کیا....." اس کے ہاتھ سے چمچہ چھوٹ کر پلیٹ میں جا گرا وہ بے یقین نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ "واقعی کیا وہ اسد بھائی کے لئے مان گئی ہے۔" اس نے اٹھتے ہوئے فاریہ سے کہا۔

"پہلے کھانا تو کھالو پھر اس سے بھی معلوم کرلینا۔" وہ اسے کچن سے نکلتے دیکھ کر ٹوکتے ہوئے بولیں۔

"کمال کرتی ہیں بھابی اتنی بڑی خوشخبری آپ سمیٹے بیٹھی ہیں آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔" وہ ازحد خوش تھی۔

"تاکہ تم کپڑے چینج کرکے ریلیکس ہوجاتیں۔ ایک نیوز اور ہے تمہارے لئے۔" وہ کہتے کہتے چپ ہوئیں۔ آج انہوں نے انکشاف کرنے کی قسم کھارکھی تھی۔

"واللہ کیا ساری خوشی خبریاں آج ہی سنانی ہیں آج کا دن تو بڑا مبارک ہے۔ بھائی کا فون آیا ہوگا اور آپ نے یہ نیوز انہیں سنائی ہوگی ہے ناں۔" وہ سوچتے ہوئے بولی۔

"جی نہیں انہیں تو دو خوشخبریاں سنانی ہیں ان کی دونوں بہنوں کے رشتے طے ہوگئے ہیں۔" وہ اس کے سر پر بم گرارہی تھیں۔

"کیا....." وہ ان کے لفظوں پر چونک گئی۔

"اسد کے دوست میر جعفری کا تمہارے لئے رشتہ آیا ہے اور وہ..... دونوں رشتے ایک ساتھ کرنا چاہتے ہیں۔" انہوں نے گم صم کھڑی مشعل کو دیکھا اور سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "امی نے ہاں

کر دی ہے وہ کل شام دیکھنے آرہے ہیں۔"

"ربش...... میں اس سلسلے میں کہاں سے آ گئی ابھی تو مجھے اپنا ایم۔ ایس۔ سی کمپلیٹ کرنا ہے اور بہت سے کام کرنے ہیں شادی کے بارے میں ابھی میں سوچنا بھی نہیں چاہتی۔" وہ اس خبر پر برہم ہوگئی۔

"امی......امی" وہ جھنجلاتی ہوئی اوپر زینت بیگم کے کمرے میں آ گئی تھی۔

"کیا ہوا بیٹا؟" وہ اس کی آوازوں پر اٹھ بیٹھیں۔

"امی...... آپ نے میرے لئے کیوں ہاں کی میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔ اس نے بیزارگی سے کہا۔

"وہ صرف منگنی کرنا چاہتے ہیں شادی تو دو سال بعد کریں گے اتنے تم اپنا ایم' ایس' سی کمپلیٹ کر لینا۔" وہ ٹھنڈے لہجے میں نرمی سے بولیں۔

"اوں امی...... آپ سمجھتی نہیں ہیں میں ابھی کسی کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتی۔" وہ الجھتے ہوئے گویا ہوئی۔

"مشعل! اگر کوئی اور بات ہے تو...... صاف کہو بیٹا' میں نے تمہارے بھروسے انہیں ہاں کر دی ہے تمہارے انکار سے فریال کا رشتہ بھی متاثر ہو سکتا ہے۔ وہ اس کے صاف انکار پر بوکھلا گئیں۔

"کوئی اور بات ہو بھی تو کیا فائدہ...... یہ وہ راستہ ہے جہاں نہ منزل ہے اور نہ ہی کوئی کہکشاں۔" اس کی آنکھوں کے آگے ایک لمحے کو فرزان کی صورت آئی تھی۔ پھر وہ بجھے بجھے لہجے میں بولی۔ "کوئی بات نہیں بس میں ذہنی طور پر تیار نہیں ہوں۔"

"منگنی ہوتی ہی اس لئے ہے کہ دونوں فریق ایک دوسرے کو جان لیں سمجھ لیں مجھے یقین ہے وہ لڑکا تمہارے حق میں بہتر ثابت ہوگا۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے محبت سے بولیں تو وہ ٹھنڈی پڑ گئی۔

"یہ آپ ماؤں کو اپنی بیٹیاں اتنی جلدی پرائی کرنے کی کیوں پڑ جاتی ہے نامعلوم آگے وہ سکھ اٹھائیں یا دکھ۔" اس نے منہ بناتے ہوئے ان کے گلے میں بانہیں ڈال کر ان کے قریب ہوتے ہوئے کہا تو وہ ہول کر بولیں۔

"اللہ نہ کرے میری دعائیں تم دونوں کے ساتھ ہیں اللہ بہت خوشیاں دکھائے سکھ کے دن دیکھو۔" وہ محبت سے اس کا ماتھا چومتے ہوئے مطمئن ہوئیں تو وہ افسردگی سے مسکرا دی۔

"یہ تو ہونا ہی تھا اس کھیل کو اسی طرح کسی موڑ پر ختم ہونا تھا پھر ملال کیسا؟ وہ کسی اور رخ دیکھے گی تو شاید وہ بھی کوئی راستہ چن سکے اور نیہا اچھی لڑکی ہے کم از کم آپی تو خوش ہو ہی جائیں گی۔" اس نے اپنے دل کو مطمئن کرنا چاہا۔ جہاں دور تک نامعلوم سی اداسی اور بے چینی پھیل گئی تھی۔

❀❀❀

"تم کیا چاہتی ہو نگہت آرا! کیوں میرے سکون کے پیچھے پڑ گئی ہو" وہ ان کی آواز سنتے ہی شروع ہو گئیں۔

"کک...... کیا ہوا آپا......" وہ ان کی برہمی پر گھبرا گئیں۔

"کیا ہوا...... تمہیں خبر ہی نہیں ہے اور یہاں سارے شہر میں چرچے ہو گئے ہیں۔ تمہاری ناک کے نیچے کونسے کھیل کھیلے جا رہے ہیں کچھ پتہ بھی ہے۔" وہ تلخی سے گویا ہوئیں۔

"کھیل؟ آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں صاف صاف کہیں۔" وہ سوچ میں پڑ گئیں۔

"پہلے تمہاری بڑی بیٹی کے منحوس قدم کے باعث میرا ارمان میرا گھبرو بیٹا مجھ سے چھن گیا اور اب

تمہاری چھوٹی بیٹی نے میرے گھر میں آگ لگا رکھی ہے۔ کیا میرا ہی گھر رہ گیا ہے اجاڑنے کے لئے کان کھول کر سن لو اس بار میں وہ نہیں ہونے دوں گی جو ارمان کی ضد کی خاطر پہلے ہو چکا ہے۔" وہ نفرت وغرور کی زبان بول رہی تھیں۔

"آپا..... اللہ گواہ ہے میں نے پہلے بھی ایسا نہیں چاہا تھا مگر بچوں کی خوشی دیکھ کر راضی ہوئی تھی اور میں اب بھی ایسا نہیں چاہتی مگر نہ تو آپ نے پہلے یقین کیا تھا اور نہ اب کریں گی۔ میری بیٹیوں کی طرف سے آپ مطمئن رہیں وہ بھی "آپ کے محل" کا رخ نہیں کریں گی۔ اگر آپ کا اپنا بیٹا کسی خوش فہمی میں زندہ ہے تو اسے اس سے نکالنا آپ کا کام ہے۔" وہ تحمل سے بولیں۔

"میں پوچھتی ہوں اگر تمہیں اپنی بیٹیوں پر اتنا ہی غرور ہے تو وہ کس برتے پر میرے فیصلوں سے انکار کرتا ہے۔ جب تمہاری کوئی سپورٹ نہیں ہے۔ کوئی تو وجہ ہوگی جو وہ ڈائریکٹ مشعل کا نام لیتا ہے۔" وہ غصے سے پاگل ہو رہی تھیں۔

"مجھے نہیں معلوم آپا..... وہ تو یہاں آتا بھی نہیں ہے۔ ایک سال ہو چکا ہے اس کی صورت دیکھے ہوئے۔" وہ ملال اور افسوس سے کہہ رہی تھیں۔

"اس قسم کی باتیں کر کے تم میری نظروں سے اور نیچے آ رہی ہو نگہت آراء تمہارا اور تمہاری بیٹیوں کا جرم چھپ نہیں سکتا۔ کیوں میرے خالی گھر کو مزید ویران کر رہی ہو۔ آخر میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے کیوں تم میرے بیٹوں کے پیچھے پڑ گئی ہو۔ ابھی ارمان کا ہی زخم تازہ ہے اور تم مجھ سے فرزان چھیننا چاہتی ہو۔"

"آپا اتنی بدگمان نہ ہوں کہ میں اپنی نظروں میں گر جاؤں۔ مجھے اپنی اوقات کا بھی اندازہ ہے اور آپ کے اسٹیٹس کا بھی میں بھلا کیوں آپ سے آپ کی اولاد چھیننے لگی وہ میرے بھی کچھ لگتے ہیں۔" ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"نہ میں تمہاری کچھ لگتی ہوں اور نہ ہی میری اولاد سے تمہارا کوئی رشتہ ہے' میں جتنا تم لوگوں سے دور بھاگنا چاہتی ہوں تم لوگ اور قریب آ جاتے ہو۔ مگر ایک بات اچھی طرح سن لو تم اس فاصلے کو ختم نہیں کر سکتیں۔ میرے دل اور زندگی میں ارمان کے بعد تم لوگوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ ویسے بھی مجھے تمہاری صفائیاں نہیں چاہئیں جو رشتے ایک بار ختم ہو چکے ہیں' وہ پھر سے نہیں جڑ سکتے۔ میں پہلے ہی بہت دکھی ہوں' میری آہیں مت لو نگہت آراء میں مشعل کو بہو نہیں بناؤں گی یہ خواب میرے مرنے کے بعد تو پورا ہو سکتا ہے' میری زندگی میں نہیں۔ خدارا میرے بیٹے کا پیچھا چھوڑ دو۔ مجھے سکون سے جینے دو۔" برہمی ونفرت کی زبان بولتے ہوئے انہوں نے لائن منقطع کر دی تھی۔ وہ گم صم سی صوفے پر گر سی گئیں۔ ان کے لفظوں نے ان کے دل کی دنیا کو درہم برہم کر ڈالا تھا۔ انہیں مشعل کا انکار اب سمجھ میں آ رہا تھا۔ اس کا تذبذب یونہی نہیں تھا۔

"کیا ہوا امی..... آپ یوں کیوں بیٹھی ہیں۔" فریال اور مشعل مارکیٹ سے واپس آئیں تو انہیں گم صم چپ دیکھ کر تشویش میں مبتلا ہو گئیں۔

"کچھ نہیں شاید بی پی لو ہو رہا ہے میرا۔ ہاتھ پیروں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی ہے۔" وہ نڈھال نظر آ رہی تھیں۔

"مشعل پانی لے کر آؤ۔ مجھے امی کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔" فریال فکرمندی سے گویا ہوئی اور ان کے ماتھے کو چھو کر دیکھنے لگی۔

"ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔" وہ مشعل کے ہاتھ سے پانی لیتے ہوئے بولی۔

"نہیں...... اب میں ٹھیک ہوں۔" پانی پی کر انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

دونوں بیٹیاں نظروں کے سامنے تھیں کتنی خوبصورت' کتنی سلیقہ شعار اور تعلیم یافتہ اس کے باوجود نصیب......؟ ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔ ان کو یوں روتے دیکھ کر وہ دونوں ہی گھبرا گئیں۔ نجانے کیا بات ہوئی تھی۔ وہ کبھی اپنی تکلیفیں' پریشانیاں بتاتی نہیں تھیں' بہت صابر اور شکر گزار قسم کی خاتون تھیں۔ آج جانے کیا ہوا تھا کہ پیمانہ صبر چھلک اٹھا تھا۔

"امی یوں نہ روئیں پلیز' بتائیں کیا بات ہوئی ہے کسی نے کچھ کہا ہے؟" مشعل اور فریال فکرمندی سے بولیں۔

"میں ٹھیک ہو جاؤں گی مشعل پہلے میری قسم کھا کر ایک بات کا یقین دلاؤ......" وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے دلگیر لہجہ میں بولیں تو وہ کھٹک گئی۔

"آپ کو قسم دینے کی ضرورت نہیں ہے امی آپ پوچھ سکتی ہیں آپ کو حق ہے۔ اللہ گواہ ہے میں نے کبھی ایسا کوئی کام نہیں کیا جس سے آپ کا سر نیچا ہو یا آپ کو تکلیف ہو۔" وہ پراعتماد لہجے میں بولی تو ان کے اندر ٹھنڈی سی پڑ گئی۔ آنکھوں سے برستے آنسو ٹھہر گئے۔

"کیا...... کیا فرزان اب بھی تم سے ملتا ہے۔" وہ بولتے ہوئے جھجک گئیں۔

"کبھی کبھی وہ یونیورسٹی آتا ہے میں اسے بلانے نہیں جاتی۔ بلکہ اکثر تو ڈانٹ بھی دیتی ہوں پھر بھی وہ خود ہی آتا ہے اگر آپ کو مجھ پر یقین ہے تو یہی سچ ہے۔" مشعل نے ان کی آنکھوں کے آنسو صاف کرتے ہوئے نرمی سے کہا۔

"تمہاری آنی یہ سب نہیں سمجھتیں تم فرزان کو کسی بھی طرح یونیورسٹی آنے سے روک دو بلکہ اپنے ٹائمنگ چینج کرلو۔" وہ تفکر سے بولیں۔

"اس سے کیا ان کی غلط فہمی دور ہو جائے گی۔" فریال نے سرد لہجے میں کہا۔ "نہیں امی ان کی غلط فہمی کبھی دور نہیں ہوگی وہ ہمارے رشتے سے خوش نہیں تھیں اور نہ ہی اب یہ چاہتی ہیں کہ فرزان ہم سے کوئی تعلق رکھے۔ وہ اپنے اسٹیٹس اور مرتبے کے غرور میں مبتلا ہیں اور عام انسانوں کو اپنی برابری کرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتیں۔"

"فریال۔" وہ اس کی بدتمیزی پر دنگ رہ گئیں۔ کبھی وہ ان کے مطابق اس طرح گفتگو نہیں کرتی تھی۔ جیسے آج کر رہی تھی۔ "وہ تمہاری آنی ہیں بیٹا اگر وہ رشتوں کی اہمیت کو دولت کے آگے کچھ نہیں سمجھتی تو نہ سمجھے مگر خون کے رشتے ختم نہیں ہو جاتے۔ وہ کل بھی میری بہن تھی آج بھی ہے۔"

"وہ صرف آپ کی بہن ہے امی میری کچھ نہیں لگتیں' مجھے نفرت ہے ان سے اور ان کے اسٹیٹس سے ان کے اس محل سے جس میں پتھر کے لوگ بستے ہیں۔" اس کا چہرہ غم و غصے سے سرخ پڑ گیا آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"اس نے جو تمہارے ساتھ زیادتی کی اسے معاف کردو بیٹا! اللہ بھی معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

"کیسے معاف کردوں امی انہوں نے آخری بار مجھے ارمان کو' کسی نے بھی نہیں دیا تھا دھکے دیے تھے۔ آپ انہیں معاف کر سکتی ہیں میرا اتنا بڑا دل نہیں ہے۔ وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اتنے دنوں بعد جیسے آج پھر اس کے زخم ابھر گئے تھے۔ لہو ٹپکنے لگا تھا اس کے ساتھ تہمت آرا بیگم اور مشعل بھی رونے لگی تھیں یہ دو قصہ

نم ناک تھا جتنی بار یاد آتا تھا آنسو بہتے تھے۔ زخم رستے تھے۔

❀❀❀

"میں نے فیصلہ کرلیا ہے اور اس فیصلے سے مجھے کوئی نہیں ہٹا سکتا۔"

"تم کون ہوتی ہو اکیلے فیصلہ سنانے والی یہ ہماری زندگیوں کا معاملہ ہے میں کسی کی انا کی خاطر اپنی زندگی داؤ پر نہیں لگا سکتا۔ تم اپنے بڑوں کی خوشی کے لئے دل مار سکتی ہو مگر مجھ سے کوئی توقع مت رکھنا۔" وہ تنفر وغصے سے کہہ رہا تھا۔

"فرزان یہ محض غصہ وجذبات میں کیا گیا فیصلہ نہیں ہے یہ میری ماں کا حکم ہے۔ ان کی عزت کا سوال ہے جس پر میری ساری زندگی قربان ہوسکتی ہے اور تمہاری محبت کیا دے سکتی ہے وقتی خوشی صرف اور صرف اور آگے ذلت بھری زندگی ہوگی غصے ہوں گے جو صرف تمہیں اور مجھے ہی نہیں ہماری آنے والی نسل کو بھی برداشت کرنے ہوں گے۔ انسان خود اچھی زندگی نہ گزارے نہ سہی کم از کم اپنی اولاد کو اچھی زندگی ضرور دینا چاہتا ہے اور میں اپنی اولاد کو ماں باپ کے حوالے سے کمتر لائف نہیں دینا چاہتی کہ کل وہ ہماری عزت بھی نہ کریں۔ بلکہ سر اونچا کر کے ہماری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سوال کریں اعتراضات اٹھائیں۔ کیا تم ایسا چاہتے ہو......؟" وہ نرمی سے دلائل سے اسے سمجھا رہی تھی اور وہ جانتا تھا وہ غلط نہیں تھی مگر وہ اس دل کا کیا کرتا جو اس کی جدائی کے تصور سے ابھی سے لرز رہا تھا۔

"یہ سب وقتی باتیں ہوں گی مشعل لوگ بڑے سے بڑا حادثہ واقعہ سانحہ بھی سب کچھ بھول جاتے ہیں ہم آنے والے کل کے ڈر سے کیوں اپنی زندگی داؤ پر لگائیں خوشیاں دو قدم کے فاصلے سے ہماری منتظر ہیں میں انہیں جیت کر اپنی مٹھیوں میں قید کرلینا چاہتا ہوں۔ انہیں کھونا نہیں چاہتا۔ تم اپنا فیصلہ بدل دو میں آنٹی کو از خود سمجھا لوں گا۔ کمی کا کیا ہے کچھ دن وہ ضرور ناراض رہیں گی اس کے بعد سب ٹھیک ہوتا چلا جائے گا۔ ارمان بھائی کے بعد وہ مجھے نہیں کھونا چاہیں گی۔" وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو مضبوطی سے تھامے ملتجیانہ لہجے میں اسے منانے کی سعی کررہا تھا۔

"یہ بتاؤ کبھی میں نے تم سے کوئی وعدہ کیا یقین کا کوئی لمحہ تمہیں پکڑایا تمہیں یہ اعتبار دیا کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔" وہ ہاتھ چھڑاتے ہوئے سختی سے بولی۔

"محبت کا اظہار ضروری نہیں ہوتا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم مجھ سے......" وہ اس کی آنکھوں کے بدلتے رنگ دیکھ کر لمحہ بھر کے لئے جھجک گیا۔

"کیا تم سے...... حد ہوتی ہے بچپنے کی بھئی ہر لڑکی کی خواہش ہوتی ہے اچھے گھر کی دولت کی' اچھے اور ہینڈسم شوہر کی تم میں یہ خوبیاں تھیں تو سوچا چلو تم ہی سہی اب بیچ میں یہ "محبت" کہاں سے آگئی؟ معاف کیجئے میں کوئی محبت وغیرہ نہیں کرتی' میں فریال کی طرح بے وقوف نہیں ہوں۔" وہ اس کے چہرے کو بجھتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اس کے لفظوں نے اس کے دل کے ساتھ چہرے کو بھی تاریک کرڈالا تھا۔

"تو کیا...... تم...... تم......" وہ بے یقینی کی سرحد پر کھڑا اب بھی بے یقین تھا کہ جو کچھ مشعل نے کہا تھا یہ سب جھوٹ تھا محض دھوکہ فریب تھا۔

"دیکھو فرزان میں تمہیں کسی فریب میں نہیں رکھنا چاہتی ہمارا یہ تعلق آگے نہیں چل سکتا تمہارے گھر والے راضی نہیں ہیں اور میں اپنے گھر والوں کو ناراض

کر کے تمہارا ساتھ نہیں دے سکتی' جو خوبیاں تم میں ہیں وہی خوبیاں میر جعفری میں بھی ہیں۔ پھر انکار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" وہ اس طرح کہہ رہی تھی جیسے کوئی سودا کر رہی ہو۔

"تم میرے ساتھ اس طرح کیسے کر سکتی ہو؟ میں نے تمہاری آنکھوں کو پڑھا ہے۔ میں نے ان میں اپنے لئے رنگ دیکھے ہیں۔ اس چہرے پر اپنا انتظار پڑھا ہے بار بار اور تم کہتی ہو کہ تم مجھ سے محبت نہیں کرتیں۔" شدت جذبات سے وہ چیخ اٹھا تھا۔

"یہ پبلک پیلس ہے تمہارا گھر نہیں آہستہ بولو۔" وہ چڑ سی گئی تھی۔

"کہہ دو یہ جھوٹ ہے مشعل تم مجھے بدگمان کرنے کے لئے یہ سب کہہ رہی ہو۔" وہ ملتجیانہ لہجے میں اس کے ہاتھ تھامتے ہوئے دلگیر لہجہ میں بولا تو وہ تنفر سے اس کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے بولی۔

"میں تمہیں کیوں بدگمان کروں گی جو سچ ہے وہی کہا ہے میں نے تاکہ تم خوابوں کی دنیا سے نکل آؤ اور اپنے لئے بہتر سوچ سکو۔ جس طرح میں نے سوچا ہے۔ ویسے بھی کسی ایک پر زندگی ختم نہیں ہو جاتی۔ یہ سب افسانوی باتیں ہوتی ہیں۔ تمہیں آج میرے فیصلے پر دکھ ہوگا مگر کل تم ہی ہو گے جو اپنے سکھ کی دنیا میں خوشیاں سمیٹے ہوئے کسی مشعل رضوی کو یاد بھی نہیں کرو گے بلکہ اگر کبھی خیال آ بھی گیا تو یہی سوچو گے کہ میں بھی کتنا پاگل تھا۔" وہ کہتے ہوئے ہنسی تھی کتنی ململ اور خوبصورت ہنسی تھی اس کی وہ گم صم اس کی صورت دیکھے گیا۔

"اب کیا نظر لگانے کا ارادہ ہے' چلو آخری بار مجھے گھر ڈراپ کر دو ویسے بھی ہمارا رشتہ ختم ہونے سے ہمارا حقیقی تعلق تو ختم نہیں ہو جاتا۔ ہم بحیثیت کزن مل سکتے ہیں۔ تم میری منگنی میں آ جانا میں تمہاری شادی میں ان کے ساتھ آ جاؤں گی۔"

وہ خوش اور مطمئن تھی...... وہ کس طرح اس کے خواب چھین سکتا تھا۔ اگر انجانے میں وہ کچھ خواب بن بیٹھا تھا تو اس میں اس کا کہاں قصور تھا۔ وہی خوش فہم ہو بیٹھا تھا۔ ہونٹوں کو سختی سے بھینچے وہ ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ مشعل نے ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہوئے کتنی ہی بار اس کا چہرہ دیکھا تھا جہاں کرب اور درد بکھرا ہوا تھا اور ہر بار اس کا اپنا دل اندر ہی اندر تاسف اور افسردگی میں ڈوبنے لگتا تھا۔ وہ دونوں ہی اس منزل کے راہی تھے جہاں راستے نہیں ملتے تھے۔ وہ اس حقیقت کو فیس نہیں کرنا چاہتا تھا اور یہی حقیقت تھی۔ اس لئے مشعل کو وہ راستہ اختیار کرنا پڑا تھا اگر وہ نہ کرتی تو پھر وہ کبھی اس کی طرف سے مایوس نہیں ہوتا اس کی ہی راہوں میں بھٹکتا رہتا اور یہ اسے قبول نہ تھا۔

"اندر نہیں آؤ گے۔" گھر کے باہر اسے چھوڑتے ہوئے وہ بولی تھی۔

"تم نے وہ راہ ہی نہیں رکھی کہ آنے کا سبب بنتا' خوش رہنا میرے لئے یہی کافی ہوگا کہ تم خوش ہو۔" اس کی آنکھوں میں نمی تھی وہ زیادہ دیر اس سے نظریں نہ ملا سکی اور مڑ گئی ورنہ اس کی آنکھوں میں امڈتے سیلاب سے وہ بھی واقف ہو جاتا۔

"فرزان چلا گیا" فریال اس کے پیچھے آئی تھی وہ اس کا سامنا نہیں کر سکتی تھی اس لئے فائل اور بیگ میز پر رکھ کر واش روم میں جا گھسی تھی۔

"بہت بھوک لگ رہی ہے فری تم کھانا لگاؤ میں نہا کر آتی ہوں۔ آج خاصی گرمی ہے۔" وہ اس کی بات ٹال گئی تھی۔

"کھانا بعد میں کھانا پہلے تیار ہو کر نیچے آ جاؤ میر کے گھر والے آئے ہوئے ہیں۔" وہ دروازے کے

باہر سے اس کے سر پر بم گرا رہی تھی۔ ابھی وہ کسی کا دل توڑ کر آ رہی تھی اور اپنے دل کی کرچیاں سمیٹ بھی نہیں پائی تھی کہ ایک اور کڑا مرحلہ اس کا منتظر تھا۔ وہ اپنے آپ کو بہلا کر نیچے پہنچی تو نگہت آرا ان کی کسی بات کا جواب دے رہی تھیں۔

"اظہر کمپنی کی طرف سے ایک سالہ کمپیوٹر کورس کے سلسلے میں گئے ہیں۔ چار ماہ بعد ان کی واپسی ہے۔ ان کے آتے ہی میں چاہتی ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں کی خوشی دیکھوں' اتنا تو آپ کو انتظار کرنا پڑے گا۔ وہ میرا ایک ہی بیٹا ہے۔"

مشعل نے دیکھا اس کی ماں کے چہرے پر خوشی اور اطمینان پھیلا ہوا تھا اور اس کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ اس کھیل میں ہار بے شک اس کا نصیب بنی تھی مگر اس کی صابر ماں خوش تھی۔

"یہ ہماری بڑی بھابی ثمرہ ہیں' یہ بہن ہانیہ اور میں سعدیہ ہوں۔" وہ شوخ سی لڑکی بڑی باتونی لگ رہی تھی۔ اس نے اپنے اندر کے درد کو چہرے کا حصہ نہیں بننے دیا ایک نظر اس نے سرسری سی بیٹھے ہوئے لوگوں پر ڈالی اور ان کے سوالوں کے جواب دینے لگی۔

"آپ بہت کم گو ہیں لگتا ہی نہیں ایم۔ ایس۔ سی کر رہی ہیں۔" ہانیہ کہہ رہی تھی۔

"فریال کو بھی یہیں بلا لو۔" نگہت آرا فاریہ سے بولیں۔

"امی وہ کچن میں مصروف ہے میں دیکھ کر آتی ہوں۔" فاریہ اٹھیں تو فریال ٹرالی لئے وہیں چلی آئی۔

"مشعل سب کے لئے چائے بناؤ۔" نگہت آرا نے اسے اٹھایا میری کی نظریں اس پر ہی لگی تھیں۔

"تو پھر بھائی طے کریں ڈیٹ۔" ہانیہ پوچھ رہی تھی' وہ مسکرا دیا۔ "نیکی اور پوچھ پوچھ۔" اس کے چہرے کے ساتھ آنکھیں بھی مسکرا رہی تھیں۔ آنکھیں ابھی سے خوش رنگ مستقبل کے خواب بننے لگی تھیں وہ مستقبل جو مشعل کی ذات سے منسوب ہونے والا تھا۔ جس قسم کی لائف پارٹنر وہ چاہتا تھا' مشعل بالکل ویسی ہی تھی۔ کسی شاعر کے خواب کی طرح مکمل خوبصورت اور نازک۔

❀❀❀

ڈیڈ..... آپ ابھی تک جاگ رہے ہیں۔" فرزان انہیں دیکھ کر چونکا تھا۔

"آپ کی ممی کو آپ سے کئی گلے ہیں آپ انہیں ٹائم نہیں دیتے..... وقت پر کھانا نہیں کھاتے..... اور زیادہ وقت گھر سے باہر رہتے ہیں۔ کیوں.....؟" وہ از حد سنجیدہ تھے۔

"ممی' اپنی شکایتیں کرتی ہیں' دوسرے اپنے شکوے کہاں بیان کریں؟ دوسرے......" وہ رکا "گھر میں رہنے کا کوئی فائدہ؟ وہی ایک فضول ٹاپک شادی ...... اور اب میں یہ چیپٹر کلوز کر چکا ہوں۔" وہ بیزار دکھائی دے رہا تھا۔

"تم اپنی شکایتیں مجھ سے کر سکتے ہو' تمہیں جو گلے ہیں وہ میں دور کرنے کی کوشش کروں گا۔" انہوں نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے نرمی سے کہا۔

"اب کوئی فائدہ نہیں جب میں آپ سے کہتا رہا' مشعل کے سلسلے میں کوئی فیصلہ لیجئے' اس وقت آپ نے کچھ نہیں کیا اب سب کچھ بیکار ہے۔"

"زندگی محض ایک لڑکی پر ختم نہیں ہوتی' تمہارے ماں باپ تمہارے لئے کچھ اہمیت نہیں رکھتے۔ رہ گئی فیصلہ لینے والی بات تمہاری ممی ارمان کے قصے کے بعد اس موضوع پر کوئی بات سننے کو تیار نہیں ہے پھر انسان کس طرح انہیں فورس کر سکتا ہے۔ ایک شخص ذہنی و جسمانی دونوں طرف سے بیمار ہے اس

سے ساتھ، ہمدردی کرنے کے بجائے تم لاتعلقی اختیار کیے بیٹھے ہو کس طرح کے بیٹے ہو۔" وہ دکھ سے اسے دیکھنے لگے۔

"اور میری خوشیاں جو ان کی محض انا اور ضد کی وجہ سے مجھ سے ہمیشہ کے لیے چھین گئیں وہ کچھ نہیں۔" وہ جھنجلانے لگا۔

"تم سے زیادہ سمجھدار اور عقل مند تو وہ لڑکی ہے جس نے اپنے گھر والوں کے سامنے سر جھکا دیا۔ محض ایک محبت کے لیے خواری نہیں اٹھائی اور تم مرد ہو کر بزدلوں والی بات کرتے ہو خوشیاں کسی ایک شخص سے وابستہ نہیں ہوتیں' ہمیں آج جو اہم محسوس ہو رہا ہوتا ہے آنے والے دنوں میں اس کی اتنی اہمیت نہیں ہوتی۔ اگر زندگی ایک شخص پر رک جاتی تو یہ نظام کائنات رک جاتا...... کچھ بھی نہیں ہوتا خیالی دنیا سے نکل آؤ بیٹے حقیقت پسند بن کر فیصلہ کرنا سیکھو مشعل نے بھی نباہ کیا۔" انہوں نے اسے سمجھاتے ہوئے ایک کارڈ اس کے ہاتھ میں دیا تھا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ فریال کی شادی کا کارڈ تھا جو اسی مہینے کی ۲۴ کو ہو رہی تھی۔ ساتھ ہی مشعل کی انگیجمنٹ کا پروگرام رکھا گیا تھا اس کے دل پر جیسے بھاری سل آ گری۔

"کیا کبھی میں نے تمہیں یہ اعتبار دیا کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں' اس کے لفظوں نے جیسے اندر تک کہرام مچایا تھا۔

"حد ہوتی ہے بچپنے کی بھی ہر لڑکی کی خواہش ہوتی ہے اچھے گھر...... دولت اور اچھے ہینڈسم شوہر کی......"

اس کی آواز اس کے اندر شور مچانے لگی۔ اندر کی گھٹن بڑھنے لگی تو وہ دانائی کی بات ذہن میں دلیل کرنے لگا۔ اندر جیسے آگ سی جل رہی تھی۔ کتنے ہفتے ہو چکے تھے اس واقعے کو اس بات کو مگر دل پر غم کا ایسا بوجھ تھا کہ ہٹتا ہی نہیں تھا۔ کہیں سکون محسوس نہیں ہوتا تھا وہ اس سب کا ذمے دار صولت بیگم کو مانتا تھا کیا تھا اگر وہ راضی ہو جاتی تو...... مگر دوسری طرف محبت تو کبھی تھی ہی نہیں وہ محض ٹشو پیپر کی طرح وقت پڑنے پر استعمال ہوا تھا۔ "جو خوبیاں تم میں ہے وہی خوبیاں "میر جعفری" میں بھی ہیں پھر انکار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسے یوں لگا جیسے مشعل کا عکس اس پر ہنس رہا ہو۔ مذاق اڑا رہا ہو۔ اس نے شدید بے بسی کی کیفیت میں کارڈ کے پرزے پرزے کر ڈالے۔ آنکھیں لہو رنگ ہو گئیں۔ وہ صولت بیگم کے کمرے میں چلا آیا۔ جب سے وہ اجنبی لاتعلق رہنے لگا تھا وہ اپنے کمرے تک محدود ہو کر رہ گئی تھیں۔ اسے یوں رات کو بے وقت دیکھ کر وہ اٹھ بیٹھی۔ وہاج احمد پہلے ہی انہیں تمام تفصیل بتا چکے تھے۔

"کیا ہوا...... فرزان تم ٹھیک تو ہو...... اس کی شکستہ حالی چہرے سے عیاں تھی۔ وہ تو دونوں طرف سے لٹا تھا۔ محض محبت کے نام پر۔

"اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟" وہ ان کے پاس ہی ٹک گیا۔

"تمہیں توفیق ہو گئی پوچھنے کی۔" وہ خفگی بھرے لہجے میں گویا ہوئیں تو وہاج احمد نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر نرمی کی تاکید کرنی چاہی۔ "ہمیں یوں لگتا ہے فرزان...... اپنے وہموں میں گھر کر ہم تمہارے ساتھ زیادتی کر بیٹھے ہیں اگر تم کہو تو......"

"رہنے دیں ممی' اب کوئی فائدہ نہیں ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔ وہ اچھی طرح جانتی تھیں رشتہ طے ہو جانے کے بعد ویسے بھی بال ان کے کورٹ میں تھی۔ وہ کبھی بھی نہیں مانے گا اور وہی ہوا تھا اس کے جواب پر ان کے چہرے پر رونق سی آ گئی۔

"لیکن ہم چاہتے ہیں ارمان کے بعد دانیہ اور

تمہاری خوشی جلد از جلد دیکھ لیں اگر تمہیں نبیا پسند نہیں ہے تو پھر جو تمہیں پسند ہو......" وہ اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے مطمئن انداز میں بولیں۔

"پسند کا تو اب سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جو آپ بہتر سمجھیں کریں۔ میں چاہتا ہوں جس طرح وہاں سے کارڈ آیا ہے ہمارا کارڈ بھی اسی طرح ان کی ڈیٹس سے پہلے پہنچے اور سارے انتظامات بھی پہلے ہی ہوں۔" وہ طے کیے بیٹھا تھا۔ اس کے لفظوں نے ان کے دل کی کلی کھلا دی۔ یہی تو وہ چاہتی تھیں کہ وہ اس کے سحر سے آزاد ہو جائے اور وہی کرے جو وہ چاہتی ہیں۔

"خوش رہو آباد رہو آج تم نے میرا دل ٹھنڈا کر دیا۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر ارمان کو یاد کر کے رو دیں۔

"خوشی کا موقع ہے بیگم آپ آنسو بہا رہی ہیں۔" وہاج احمد نے انہیں سنبھالتے ہوئے ٹوکا۔ فرزان انہیں باتیں کرتا دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور کمرے میں چلا آیا۔ یہ فیصلہ کر کے بھی نجانے کیوں دل مطمئن نہیں تھا۔ ایک آگ سی من میں لگی ہوئی تھی۔ جس میں اس کا پور پور جل رہا تھا۔

❀❀❀

"گڑیا! تم اس فیصلے سے خوش ہو نا۔" اظہر نے مشعل کے سر پر ہاتھ رکھ کر پوچھا تو اس کا دل بھر آیا وہ کیسے کہہ دیتی کہ وہ خوش نہیں تھی۔ صرف ماں کی زبان اور ان کا فیصلہ نبھا رہی تھی۔

"جی بھائی۔" وہ نم آنکھوں کے ساتھ سر جھکا کر بولی تو وہ اسے محبت سے اپنے ساتھ لگا کر بولے۔

"میں بہت خوش ہوں میری دونوں بہنوں کے رشتے ہو گئے اگر فریال کے ساتھ مشعل کی رخصتی بھی ہو جاتی تو کتنا اچھا ہوتا۔" وہ اپنے دل کی حکایتیں کہہ رہے تھے۔

"ہاں بیٹا! ٹھیک کہتے ہو اب لڑکے والوں کی مرضی ہے وہ اگلے سال تک کہہ رہے ہیں ہم ان پر زور نہیں دے سکتے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ لڑکے اور اس کا گھرانہ اچھا ہے۔ آگے اللہ نصیب اچھے کرے۔" وہ ماں کی بات سنتی کمرے سے باہر آ گئی۔ فاریہ بھابی کچن میں بریانی دم دے رہی تھیں۔ رات میں پھوپھی جان اور ان کے گھر والے آ رہے تھے۔ اظہر بھائی کے آنے کی خوشی میں وہ انہی تیاریوں میں لگی ہوئی تھیں۔

"مشعل تم فری ہو؟" وہ اسے دیکھ کر بولیں۔

"جی بھابی! کوئی کام ہو تو بتائیں۔" وہ ان کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

"کام تو سارے ہو چکے ہیں میں جا کر تیار ہوں گی تم بس بریانی کا خیال رکھنا یہ دم پر لگا دی ہے کہیں نیچے سے لگ نہ جائے۔" وہ بولیں۔

"اوکے آپ جا کر تیار ہوں میں آپ کو یہیں ملوں گی ویسے بھی میرا چائے کا موڈ ہے۔" وہ ساس پین میں دودھ اور پانی ڈالتے ہوئے انہیں مطمئن کرتے ہوئے بولی تو وہ باہر نکل گئیں۔ اتنے دن ہو گئے تھے اس بات کو جب وہ کسی کا دل توڑ کر چلی آئی تھی۔ اس کا ملال دل سے نکلتا ہی نہیں تھا۔ دل عجیب طرح کے درد سے دوچار رہتا تھا وہ اپنے اندر شرمساری محسوس کرتی تھی۔ کتنی بے دردی کے ساتھ وہ اس کے دل کو توڑ کر چلی آئی تھی۔ اس کا چہرہ اس کی آنکھیں اس کے الفاظ۔ وہ ماتھے پر ہاتھ رکھتی چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

"مشعل...... مشعل" فریال اسے آواز دیتی وہیں چلی آئی۔ وہ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھنے

"ممی میری البم کہاں ہے؟" وہ پوچھ رہی تھی۔

"کون سی البم؟" وہ غائب دماغی سے بولی۔

"وہی ریڈ والی جس میں میری اور ارمان کی مایوں مہندی کی تصویریں ہیں۔" وہ بے چینی اور اضطرابی کیفیت میں گویا ہوئی۔ اس کی پریشانی وحشت بن کر چہرے سے ہویدا تھی۔

"وہ امی نے پرانے سامان کے ساتھ اسٹور میں رکھوادی ہے۔" مشعل سرسری انداز میں بولی۔

"اسٹور میں رکھوادی ہے کیوں...... کس لئے؟ مجھ سے پوچھے بغیر وہ میری چیز تھی اس میں ارمان کی ساری تصویریں ہیں، میری یادیں ہیں اور تم لوگوں نے بیکار شے سمجھ کر اسے اسٹور میں ڈلوادیا ابھی تو میں اس گھر سے گئی بھی نہیں ہوں اور میری چیزوں کے ساتھ یہ سلوک۔" وہ برہمی اور ناراضگی سے چیختے ہوئے بولی تو مشعل اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کول ڈاؤن یار اس میں اتنی ناراضگی والی کیا بات ہے۔ میں کل صبح نکال دوں گی۔" وہ اسے شانوں سے تھامتے ہوئے بولی۔

"نہیں وہ مجھے ابھی چاہئے۔ رات سونے سے پہلے میں ارمان کو دیکھتی ہوں، مجھے نیند کیسے آئے گی؟ وہ میں اپنے ساتھ رکھ کر سوتی ہوں تب کہیں نیند اپنا چہرہ دکھاتی ہے۔" وہ عجیب بہکی بہکی باتیں کررہی تھی اور جب سے اسد کے ساتھ اس کا رشتہ طے ہوا تھا وہ ذہنی طور پر بہت ڈسٹرب رہنے لگی تھی پہلے صرف روتی رہتی تھی اب مشعل اسے آنسو بہاتے ہوئے نہیں دیکھتی تھی مگر اس کا رویہ بدلتا جارہا تھا۔ وہ بھی اس طرح چیخ کر غصے میں کسی سے بات نہیں کرتی تھی مگر اب ذرا ذرا سی بات پر اس کا مزاج بگڑ جاتا تھا۔ یوں لگتا تھا وہ جبر کررہی ہو اپنے اوپر ضبط کررہی ہو اندر ہی اندر اور کوئی طوفان تھا جو اس کے سینے میں قید تھا۔

"اچھا...... میں ابھی نکال دیتی ہوں۔" وہ اس کی اضطرابی اور چہرے سے ٹپکتی وحشت کو دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولی تو وہ تھک کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کے خوبصورت چہرے پر پسینہ چمک رہا تھا۔ وہ تھکی تھکی افسردہ اور ڈپریسڈ لگ رہی تھی۔

"معلوم ہے میں کب سے اسے تلاش کررہی تھی۔ دو گھنٹے ہوگئے تھے اسے ڈھونڈتے ہوئے میں نے اپنی ساری وارڈ روب خالی کرڈالی کہ کہیں میں اسے رکھ کر تو نہیں بھول گئی۔ تم نے اسے میری دراز سے کیوں نکالا؟"

"امی کہہ رہی تھیں اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔" مشعل نے اسے حقیقت سے آگاہ کیا۔

"کیوں ضرورت نہیں ہے جب تک میں زندہ ہوں مجھے اس کی ضرورت ہے ارمان مرا ہے اس کی محبت نہیں۔" وہ سلگتے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"فریال! تمہاری آئندہ لائف میں اس طرح کی باتیں مسائل پیدا کریں گی کوئی بھی ہزبینڈ اپنی وائف کے سابقہ منگیتر کو پسند نہیں کرتا۔ اس صورت میں تو قطعی نہیں جب وہ اس سے محبت بھی کرتی ہو۔" مشعل نے بے بسی سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"میں کب چاہتی تھی کہ ارمان کے بعد کسی آزمائش میں مبتلا ہوں یہ تم لوگ ہی تھے جو شادی کے فرض سے جلد از جلد ادائیگی چاہتے ہو۔ یہ سوچے بغیر کہ میں خوش ہوں بھی یا نہیں۔" وہ دکھ سے کہہ رہی تھی۔

"اسد بھائی سے میری ملاقات ہوچکی ہے بہت اچھے ہیں وہ۔ تم...... تم خوش رہوگی فری۔" مشعل کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا اسے کس طرح مطمئن کرے۔

"وہ جتنے بھی اچھے ہوں مگر ارمان تو نہیں ہوسکتے

ناں بعض زخم ایسے ہوتے ہیں جو جلد بھر جاتے ہیں' اور بعض ہمیشہ رستے رہتے ہیں۔ ارمان کی جدائی کا زخم بھی رستا ہی ہے۔ میں جتنا بھرنے کی کوشش کرتی ہوں اس کی محبت سب زخم پھر ہرے کر دیتی ہے اس کی یاد اس زخم کو بھرنے نہیں دیتی۔" وہ بے بسی سے کہہ رہی تھی۔

"اپنا ذہن بٹانے کی کوشش کرو کل تمہاری مایوں ہے پلیز امی کی خاطر بھائی کی خاطر اپنے آپ کو سنبھال لو تمہاری کوئی بھی دیوانگی انہیں رسوا کروا دے گی۔" وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے التجا کرتے ہوئے بولی۔

"دعا کرو میں مر جاؤں...... پھر تمہارے سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔" وہ تلخی سے بولی۔

"اللہ نہ کرے۔" وہ اس کے لفظوں پر دہل گئی۔

"میری عمر بھی تمہیں لگ جائے آئندہ ایسی غلط بات نہیں کرنا۔ تمہیں ہم پر رحم نہیں آتا۔" وہ شکوہ کر رہی تھی۔

"مجھ پر کسی نے رحم کیا...... آنی نے امی نے بھائی نے یا تم نے۔" وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ اس کی ذہنی کیفیت اس کے لفظوں سے ظاہر تھی۔ وہ اس صدمے کے بعد ذہنی طور پر بیمار ہو گئی تھی اور وہ لوگ یہی سمجھ رہے تھے کہ وہ ذہنی صدمے سے دوچار ہے۔ اس کی باتوں سے مشعل کو اچھی طرح اندازہ ہو چکا تھا کہ اسے علاج کی ضرورت تھی۔ وہ ذہنی طور پر سخت مضطرب تھی۔ مگر یہ انکشاف کب ہوا تھا جب بہت دیر ہو چکی تھی۔ کل سے رسمیں شروع ہونے والی تھیں۔ وہ اس بات کا تذکرہ بھائی یا امی سے نہیں کر سکتی تھی۔ وہ لوگ پریشان ہو جاتے اور پھر اس کی سسرال والے کیا سوچتے کہ ایک ذہنی طور پر بیمار لڑکی تھی اس سے آنے والے دنوں میں اس کی ازدواجی زندگی متاثر ہو سکتی تھی۔" وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ آزمائش تھی کہ ختم ہی نہیں ہو رہی تھی۔

❀❀❀

میرون کرڈ پر سنہری حرفوں سے جگمگاتا فرزان وہاج کا نام نیہا عباسی کے ساتھ کی گواہی دے رہا تھا۔ فریال کی برات سے ایک روز پہلے اس کی برات تھی۔ اس کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ ٹھہر گئی۔ "یہ کارڈ دینے کون آیا تھا؟ وہ یونیورسٹی سے آ کر بیٹھی تھی تو بھابی نے اس کے ہاتھوں میں وہ کارڈ تھمایا تھا اور اسے پڑھ کر وہ سرسری انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"خود صولت بیگم آئی تھیں بے حد خوش اور مسرور نظر آ رہی تھیں۔ امی بھی پچھلی باتوں کو بھلا کر ان سے ملیں اظہر بھی ملے تھے۔"

"فریال؟" اسے اچانک یاد آیا۔ "کیا وہ بیچ آئی تھی۔" اس نے بے تابی سے پوچھا۔

"ہاں ......اور پتہ نہیں اسے کیا ہو گیا تھا۔ اظہر امی اور ہم سب حیران تھے۔

"وہ انہیں دیکھ کر بگڑ گئی۔ غصے ہونے لگی۔" بھابی کے لفظوں پر اس نے ٹھنڈی سانس خارج کی تھی مشعل کو اس کے اس رویے کی توقع تھی۔

"کیا کہہ رہی تھی وہ؟" اس نے دکھ سے پوچھا۔

"یہی کہ ہمیں برباد کر کے کتنی خوش ہیں آپ اور...... آپ تو یہی چاہتی تھیں کہ میری شادی ارمان سے نہ ہو آپ کی بروقت کی کل کل کی وجہ سے وہ مر گیا۔" فریال کے یہ الفاظ سنتے ہی وہ گرم ہو گئیں اور رجوان کے منہ میں آیا وہ انہوں نے کہا۔ امی اور اظہر تو فریال پر ہی غصے ہوئے۔ "تمہیں پچھلی باتیں دہرانے کی کیا ضرورت تھی' ایک بات کہوں مشعل......" وہ کہتے کہتے رک گئیں۔

"ویلیس بھابی میں سن رہی ہوں۔"

"مجھے فریال ذہنی طور پر بہت ڈسٹرب لگ رہی ہے۔ یہ وہ لڑکی تھی جو دوسروں کی غلطی کھلے دل سے معاف کردیا کرتی تھی چیخنا تو دور غصہ بھی اسے کم آیا کرتا تھا مگر اب......" وہ اس طرف اشارہ کررہی تھیں جو بات وہ سمجھ گئی تھی۔ مگر کافی دیر کے بعد اب کیا ہوسکتا تھا۔ وہ صرف اس کی آنے والی زندگی کے لئے خوشیوں کی دعا کرسکتی تھی۔

"وہ ڈپریشن کا شکار ہے بھابی..... آنے والی زندگی کی تبدیلیاں یقیناً اس پر مثبت اثر کریں گی۔ وہ ٹھیک ہوجائے گی۔" مشعل نجانے انہیں سمجھا رہی تھی یا خود کو تسلی دے رہی تھی وہ اس کے لئے چائے لینے کچن میں گئیں تو اس کی نظریں ایک بار پھر کارڈ پر جم گئیں۔ دل بے اختیار چاہا اسے مبارک باد دے مگر اپنے ہونٹوں کو سختی سے بھینچتی وہ کارڈ ایک طرف ڈال کر واش روم میں گھس گئی۔ اس نے وہی کیا تھا جو وہ چاہتی تھی پھر دل کیوں اداس اور بے چین تھا۔ آنکھوں میں آنسو کنکر بن کر چبھ رہے تھے۔ وہ چہرے پر پانی کے تیز تیز چھپاکے مارتی ٹاول لے کر باہر آگئی۔

"فرزان کی شادی ہورہی ہے مشعل۔" فریال اوپر سے نیچے آئی تو اسے دیکھ کر بولی۔

"پتا ہے خبر ہے ایسا تو ہونا ہی تھا۔" وہ نارملی بولی۔

"تمہیں کوئی افسوس نہیں ہے؟" وہ حیران ہورہی تھی۔

"افسوس کرنے کے لئے اور بہت سی باتیں موجود ہیں۔" وہ تلخی سے گویا ہوئی۔

"مثلاً؟" فریال بولی۔

"تمہارا رویہ کیا ضرورت تھی ان سے الجھنے کی؟ وہ سوچیں گی کہ ہم ان کی خوشی سے خوش نہیں ہوئے۔"

"ہاں تو یہ حقیقت ہے میں قطعی خوش نہیں ہوں اور تم جو پوز کررہی ہو میں اچھی طرح جانتی ہوں تم بھی دل سے اس فیصلے پر خوش نہیں ہو مگر تمہیں مہان بننے کا شوق ہے دوسروں کی خوشی میں زندہ رہنے کی آرزو ہے اور میں فریال ہی رہنا چاہتی ہوں مشعل نہیں جو ہر بات پر اپنے دل کا گلا گھونٹتی رہتی ہے اپنی خواہشیں مارتی رہتی ہے۔" وہ سرد مہری سے گویا ہوئی۔

"تو کیا برائی اس سے کسی کا نقصان تو نہیں ہوتا۔" مشعل نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"فائدہ بھی تو نہیں ہوتا تم کسی کے دل کو بیدردی سے توڑ ڈالتی ہو محض کسی اور کا دل رکھنے کے لئے مجھے یہ بتاؤ اس ڈرامے سے تمہیں کیا حاصل ہوا ہے۔"

"محض امی کی رضامندی ان کی خوشی۔"

"کیا یہ کم ہے۔" اس نے فریال کی آنکھوں میں دیکھا۔

"ہاں کم ہے اس سے تم خوش نہیں ہو۔" وہ بے اختیار بولی۔

"امی اور بھائی تو خوش ہیں۔ میرے لئے انتہائی کافی ہے۔" وہ اپنے آپ کو مطمئن ظاہر کررہی تھی۔ "دیکھو فری جو بیت گیا ہے ہم اسے واپس نہیں لاسکتے مگر اپنی آنے والی زندگی کو اچھا بنا سکتے ہیں۔ اس ماضی پر رونے سے فائدہ جس نے سوائے دکھوں کے اور کچھ نہیں دیا ہو تم ہر بات پر جذباتی مت ہوا کرو۔ میں خوش ہوں میری فکر چھوڑ دو۔ تم نے آنی کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا وہ کیا کہتی ہوں گی؟ وہ ہمارے متعلق کیا سوچیں گی؟ مجھے بس اس کا افسوس ہے۔" وہ ملال سے کہہ رہی تھی۔

"وہ یہاں ہمارے زخم کریدنے آئی تھیں یہ دیکھنے آئی تھیں کہ تم کتنی دکھی ہو میں کتنی شکستہ ہوں

میں ان سے سخت نفرت کرتی ہوں مشعل۔" وہ غم و غصے سے ہذیان بک رہی تھی۔ اسے سمجھانا لاحاصل اور فضول تھا وہ اٹھ کر نگہت آرا کے کمرے کی طرف آ گئی۔

"ارے مشعل تم آ گئیں بیٹی رخصتی میں کتنے کم دن باقی ہیں اب تم یونیورسٹی جانا چھوڑ دو۔ کل سے تمہاری پھوپھی کے گھر والے بھی آ جائیں گے اور لاہور سے رشتے کے چچا بھی فیملی کے ساتھ آ رہے ہیں۔ بہت انتظامات کرنے ہیں۔ مجھے تو ابھی سے فکر ہو رہی ہے سب کام کیسے ہوں گے۔" نگہت آرا گھبرائی بیٹھی تھیں۔

"سب کام ہو جائیں گے امی آپ فکر نہ کریں وہ... آنی کے گھر سے کارڈ آیا ہے میرا خیال ہے وہاں ہماری فیملی سے کسی کو جانا چاہیے۔" اس نے انہیں یاد دلایا۔

"کیسے جا سکتے ہیں بیٹا..... آج فریال کا جو رویہ سامنے آیا اس نے تو ہماری گردن ہی جھکا دی ہے۔ اس قدر بدتمیزی سے وہ پیش آئی ہے کہ میں اور اظہر حیران اور اس کی طرف سے پریشان ہیں۔ وہ تو فریال لگ ہی نہیں رہی تھی۔" وہ تاسف سے بتا رہی تھیں۔

"وہ ڈسٹرب ہے امی.... اور آپ جانتی ہیں آنی کا اس کے ساتھ رویہ کتنا غلط رہا ہے۔ وہ اس قصے کا انہیں ذمے دار مانتی ہے۔" مشعل نے اس کی طرفداری کی۔

"کچھ بھی ہو بیٹا..... مگر بڑوں سے اس طرح پیش آنا ہماری تربیت تو ایسی نہیں تھی۔" وہ دکھ سے کہہ رہی تھیں۔

"صدمہ بھی تو بڑا ہے تو اس کے اثرات بھی گہرے ہی ہوں گے (کاش آپ شادی کی اس قدر جلدی نہیں کرتیں۔) وہ غائب دماغی سے سوچنے لگی۔

"کیا سوچ رہی ہو۔" وہ اسے ڈوبے دیکھ کر بولیں تو وہ چونک گئی۔

"کچھ نہیں امی میں سوچ رہی تھی کہ ہمیں فریال کی شادی کے سلسلے میں اتنی جلدی نہیں کرنی چاہیے تھی۔ وہ اس صدمے سے نکل آتی تو....." وہ کہتے کہتے رک گئی۔

"پھر اگر کوئی ڈھنگ کا رشتہ نہیں ہوتا تو کتنی پریشانی ہوتی۔ وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولیں تو وہ مسکرا دی۔

"انسان کے نصیب میں جو ہوتا ہے وہی اسے ملتا ہے ہم تو صرف کوشش کر سکتے ہیں۔"

"یہ تو ٹھیک ہے بیٹا مگر دنیا انسان کو سکون سے جینے نہیں دیتی اس حادثے کے بعد لوگوں نے فریال کے لئے کیا کیا باتیں نہیں بنائیں منحوس، منحوس قدم اور نجانے کیا کیا کہا ہے۔ میں ڈر گئی تھی کہیں ان باتوں کی وجہ سے اس کا کہیں سے رشتہ نہیں آیا تو کیا ہوگا؟ کیا ساری زندگی ہم اسے بٹھا کر رکھ سکتے ہیں۔" وہ الٹا اس سے پوچھ رہی تھیں۔

"امی! دنیا کے خوف سے انسان کیا جینا بھی چھوڑ دے۔" وہ ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟" وہ خائف ہوئیں۔

"یہی کہ بس دعا کریں فریال اپنی آنے والی زندگی میں بہت خوشیاں سمیٹے سارے دکھ اور غم بھول جائے آپ کی دعا اس کے حق میں جلد قبول ہوگی۔"

"ان شاء اللہ..... اللہ اسے ہمیشہ خوش رکھے۔ غم کا سایہ بھی نہیں پڑے اس پر۔ بڑے دکھ دیکھے ہیں میری بچی نے۔" ان کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

"یہ میں زیورات کے ڈیزائن لے آیا ہوں' سیٹ دیکھ لیں۔" اظہر بھائی اور فیض دونوں اندر آئے تھے۔

"کتنے شاندار ہیں۔" فاریہ بھابی چائے لئے وہیں آ گئیں۔ دیکھتے ہی انہوں نے تعریف کی۔

"اس میں ایک تمہارا بھی ہے۔" وہ بولے تو وہ خوش ہو گئیں۔

"تھینکس اظہر۔"

"ویلکم جناب یہ امی کا آرڈر تھا کہ دونوں بیٹیوں کے ساتھ دلہن کا بھی سیٹ ویسا ہی ہو۔" انہوں نے وضاحت کی تو وہ سرشار ہو گئیں۔

"فریال کو بھی یہیں بلا لو وہ بھی دیکھ لے گی۔" نگہت آرا کو اس کا خیال آیا۔

"امی! رہنے دیں میں ایک سیٹ لے جا رہی ہوں' وہیں دکھا دوں گی۔" مشعل نے جیولری بکس اٹھاتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر آ گئی۔ اسے ڈر تھا کہیں بھائی اصرار نہ کر بیٹھیں اور اگر وہ یہاں آ کر کوئی الٹی سیدھی حرکت کر بیٹھی تو کیا ہوگا؟ بھائی کیا سوچیں گے اور پھر فیض بھائی بھی یہ تماشا دیکھتے یہ اچھی بات نہیں تھی۔ خلاف توقع اس کا موڈ بہتر تھا۔ سیٹ دیکھ کر اس نے کوئی ریسپانس نہیں دیا۔

"تمہیں پسند نہیں آیا؟" مشعل اس کی خاموشی پر بولی۔

"ٹھیک ہے جب تم لوگوں کو پسند ہے تو مجھے بھی پسند ہے۔" وہ سرسری بولی۔

"تم کیا کر رہی تھیں؟" مشعل نے اسے لیٹے دیکھ کر ٹوکا۔

"یادیں جمع کر رہی تھی میں یہاں سے اپنی ہر چیز لے جاؤں گی جو ارمان نے مجھے دی تھی۔ یہ پرفیوم' جیولری' ڈریسز' بکس' ڈائریاں' پین اور اس کی ساری تصویریں۔" کچھ تھا اس کے لہجے میں مشعل ایک ٹک اسے دیکھنے لگی۔ "مجھے اندازہ ہے کہ تم لوگ نہیں چاہتے کہ میں ارمان سے وابستہ کوئی بھی شے اپنے ساتھ رکھوں یا اسے یاد بھی رکھوں' دنیاداری کے آگے ہی سہی مجھے جس شخص کے ساتھ جوڑا جا رہا ہے وہ بھی اتنے خواب بن رہا ہوگا' مگر میری اتنی دعا ہے کہ

دعا کرو مجھے یہ ہنر نہ آئے کبھی

ہزار چاہوں مگر میں تجھے بھلا نہ سکوں

"پاگل لڑکی اس شخص کے علاوہ بھی کوئی ہے تمہاری دنیا میں۔" مشعل غصے سے جیولری بکس بند کرتے ہوئے بولی۔

"ارمان کے بعد مجھے اب کسی کی طلب نہیں پلیز...... باہر جاتے ہوئے یہاں کی لائٹ آف کرتی جانا۔" اس کی آواز پیچھے تک آئی تھی۔

"آخر تم چاہتی کیا ہو فری...... اس طرح کی باتوں سے تم آگ کو ہوا دے رہی ہو اور مجھے آنے والے وقت سے ڈر لگ رہا ہے۔" مشعل بے بسی سے مڑ کر بولی اور دروازہ بند کرتی باہر نکل گئی۔

❀❀❀

"میرا نام مشعل رضوی نہیں نیہا عباسی ہے فرزان۔" وہ تلخی سے بولی تو فرزان کے ہاتھ سے اس کا زرتار آنچل گر گیا۔

"ایم سوری میں...... شاید تھک گیا ہوں۔" وہ کوٹ اتار کر ہاتھ پر لیتے ہوئے بولا تو وہ بیڈ سے اتر آئی۔

"میں سمجھی تھی اس لڑکی کے عشق کا بھوت اتر چکا ہوگا' جبھی آپ نے شادی کے لئے ہاں کی ہے مگر افسوس...... آپ تو کسی بھی رشتے کے ساتھ وفادار نہیں ہیں۔" عروسی لباس میں چاند کی طرح جگمگاتا حسن اس کی نظروں کے سامنے تھا۔ اس کے باوجود وہ لڑکی "مشعل رضوی" دل و ذہن میں پنجے

کاؤنٹ بیٹھی تھی۔

"میں سوری کر چکا ہوں آپ سے۔" وہ نظریں چراتے ہوئے بولا اور تلافی کی تسلی کرنے لگا۔

"سوری کرنے سے وہ الفاظ واپس نہیں ہو جائیں گے جو آپ نے آتے ہی کہے تھے۔" "مشتعل میں تمہارا ہوں۔" "کسی عورت کے لئے اس سے بڑی توہین اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کا ہونے والا مجازی خدا اس کے چہرے میں اپنی محبوبہ کو ڈھونڈ رہا ہو۔" یہ تپش اس کے چہرے اور لفظوں سے صاف نظر آ رہی تھی۔

"یہ ہماری نئی زندگی ہے میں اس کی شروعات کسی تلخی سے نہیں کرنا چاہتا پلیز۔" وہ اس کا ہاتھ تھامتا ہوا بولا تو وہ جھٹکے سے الگ ہو گئی۔

"تم مردوں کی محبت کو میں بہت اچھی طرح سمجھتی ہوں محبت کسی اور سے شادی کسی اور کے ساتھ جب تک میرا دل صاف نہیں ہو جاتا مجھے ہاتھ نہیں لگاؤ گے فرزان وہاج۔"

"مطلب کیا ہے تمہارا۔" فرزان کے ماتھے پر تیوریاں گہری ہو گئیں۔

"مطلب صاف ہے جس طرح آپ مشعل بخاری کے عشق میں اب تک مبتلا ہیں میں بھی آپ کی تھوڑی سی اسیر ہونا چاہتی ہوں اور جب تک ایسا نہیں ہوتا یہ دوریاں برقرار رہیں گی۔" اس نے ماتھے کی بندیا اتار کر ڈریسنگ پر ڈالی تھی۔

"تم فاصلوں کو بڑھانا چاہتی ہو تو شوق سے بڑھاؤ مگر ایک بات میری اچھی طرح سن لو اس کمرے کی حد تک میں تمہاری تمام بدتمیزیاں برداشت کروں گا کمرے کے باہر اگر تم ذمے دار ہو کوئی ایسی حد پار نہ کرنا کہ ہمارے درمیان جو رشتہ ہے وہ ختم ہو جائے۔" فرزان کوٹ لے کر ڈریسنگ روم میں گھسا تھا۔ کپڑے چینج کر کے واپس آیا تو وہ اپنی چوڑیاں اتار رہی تھی۔ پھر اس نے اپنا میک اپ صاف کیا۔ کپڑے بدل کر وہ آ کر اس کے برابر لیٹ گئی۔

"میں سوچتی ہوں اگر یہی الفاظ تمہارے بجائے میں نے کہے ہوتے تو تمہارا کیا رد عمل ہوتا۔"

"مرد عورت کی سب غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے سوائے اس کے وہ کسی مرد میں انوالو رہی ہو۔" اس نے سچائی سے کہا۔

"پھر عورت سے اتنی وفاداری کی توقع کیوں؟ عورت بھی انسان ہوتی ہے وہ غلطی کر سکتی ہے اس کی زندگی میں بھی کوئی مرد آ سکتا ہے۔" وہ دل جلانے کے موڈ میں تھی۔

"تم یہ بتانا چاہتی ہو کہ کوئی تمہاری زندگی میں بھی ہے۔" فرزان اٹھ بیٹھا تھا۔

"کیا فرق پڑتا ہے تم کونسا مجھ سے محبت کرتے ہو جو تمہیں ملال ہوگا۔" وہ تلخی سے کہہ کر کروٹ بدل گئی۔

"صاف صاف کہو کیا کہنا چاہتی ہو مجھے یہ مکر و فریب کا کھیل پسند نہیں اگر تم کسی کو پسند کرتی تھیں تو اس شادی سے انکار کر دیتیں۔" وہ اس کا بازو دبوچ کر چلایا تھا۔

"آہستہ بولیں فرزان وہاج آپ کی ساری کوٹھی مہمانوں سے بھری ہوئی ہے آپ کی کہی ہوئی کوئی بھی بات دروازے سے نکل کر افسانہ بنا سکتی ہے۔ میں تو عورت تھی مجبور تھی آپ مرد ہو کر کیوں بے بس ہوئے۔" وہ بازو چھڑاتے ہوئے گویا ہوئی۔ اس کی سلگتی آنکھوں میں کیا تھا وہ زیادہ دیر نظریں نہیں ملا سکا۔

"میں اپنی ماں کے آگے مجبور تھا اور جسے میں محبت سمجھتا تھا وہ تو کہیں تھی ہی نہیں کسی دیوانے کے خواب

کی طرح۔" وہ تلخ مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"آپ مرد بھی خوب ہوتے ہیں اپنی مجبوریاں سمجھنے کے باوجود اتنی دور آ جاتے ہیں کہ واپسی کے سفر میں پھر رستہ نہیں ملتا مجھے نہیں معلوم کہ مشعل کے ساتھ کیا حالات ہوئے مگر اس نے اچھا ہی کیا۔" وہ مسکرائی تھی اس کی ذو معنی مسکراہٹ پہ فرزان لمحہ بھر کے لیے خاک ہوا تھا۔ "آپ جیسے بزدل انسان کو چھوڑ ہی دینا چاہئے تھا۔"

"یہ کیا بکواس ہے۔" وہ چڑ گیا۔ "اگر میں بزدل ہوں تو تم کیا ہو اتنی ہی بہادر اور ہمت والی تھیں تو کرتیں بغاوت کم از کم اس مصیبت سے میری جان تو چھوٹ جاتی۔ دوسرا کمرہ موجود ہے جائیے وہاں جا کر آرام کریں۔" وہ آفر کر رہا تھا۔

"وہاں بیڈ نہیں ہے اور مجھے نیچے سونے کی عادت نہیں ہے۔" وہ قطعی لہجے میں انکاری تھی۔ "پھر تو مجبوری ہے برداشت کرنا ہوگا کیونکہ ابھی مجھے نیند نہیں آ رہی۔" وہ بے پروائی سے کہہ رہا تھا۔

"تم بزدل ہی نہیں بے حس بھی ہو۔" وہ غصے سے بولی۔

"شٹ اپ زیادہ منہ زوری مجھے پسند نہیں۔" وہ غصے سے دہاڑا تھا۔ چند لمحوں کے لئے وہ سن کھڑی اسے دیکھتی رہی پھر دھم...... دھم کرتی برابر والے کمرے میں غائب ہو گئی اس کے جاتے ہی وہ بیڈ پہ بیٹھ گیا سارا موڈ خراب ہو چکا تھا۔ پہلے ہی دل اس ہنگامے اور جشن سے بیزار ہوا بیٹھا تھا دوسرے یہ تلخ کلامی اور طنزیہ گفتگو اس کے مزاج کے خلاف تھی۔ اسے بخوبی احساس ہو چکا تھا یہ کس قسم کے مزاج کی لڑکی تھی وہ جھکنے اور بدلنے والے لوگوں میں سے نہیں تھی اس کی خاطر یا تو اسے خود بدلنا ہوگا یا پھر...... وہ گہری سوچوں میں ڈوبا تھا۔

"تمہیں کیا معلوم مشعل تمہارے ساتھ گزرا ہر لمحہ کتنا قیمتی ہے میرے لئے؟" وہ ایک جذب کی کیفیت میں بولا۔

اس کے لفظوں پر اس کی دراز پلکیں عارضوں پر لرزاں ہوئی تھیں۔ خوشی و مسرت سے دمکتا چہرہ آج بھی اس کی یادوں میں اس کی آنکھوں میں زندہ تھا۔

"وہاں مجھ سے سویا نہیں جا رہا مجھے سخت نیند آ رہی ہے۔" وہ ایک گھنٹے بعد پھر اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔ پنک نائٹی میں اس کا حسن بے پروا اس کی نظروں کے سامنے تھا۔

"میں تمہاری نیند نہیں بن سکتا۔"

"تو میں باہر جا کر نگہت آنٹی سے تمہاری شکایت کروں گی یہ کیا تماشا لگا رکھا ہے؟ اگر تمہیں دیوداس ہی بننا تھا تو شادی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کی یادوں سے بہلتے رہتے وہ ناحق مجھے شو پیس بنا کر لائی ہیں۔" وہ تپش سے کہہ رہی تھی۔

"تم گستاخ اور خود سر ہی نہیں بدتمیز بھی ہو۔" وہ اس کا بازو دبوچ کر اسے بیڈ پر دھکیلتے ہوئے بولا۔ "جاؤ سو جاؤ گڈ نائٹ۔" لائٹ آف کر کے وہ ڈریسنگ روم میں چلا آیا۔ اب نیند کس کمبخت کو آنی تھی وہ بھی جلتی سوچوں کے ساتھ۔

(باقی آئندہ)

محبت روگ ہوتی ہے

اریشہ غزل

رشتوں کی تقسیم کو جب دیکھوں تو
خواہش کے کچھ پنچھی رونے لگتے ہیں
قسمت کی یہ بازی جب سے ہاری ہے
دل میں کچھ جذبات سے سونے لگتے ہیں

"کیا ہوا میم...... آپ رو رہی ہیں۔" اس لڑکی نے تیسری بار اسے ٹوکا تھا۔

"نہیں...... نہیں تو" اس نے سختی سے اپنی آنکھیں رگڑیں اور انکار میں سر ہلایا۔

"اس طرح میں آپ کا میک اپ نہیں کر سکوں گی۔" وہ بیچارگی ظاہر کر رہی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں بس یہ...... آنکھ میں صبح سے کھٹک ہو رہی ہے اس لئے......" وہ ٹشوز سے آنکھوں کے کنارے پاس کرتے ہوئے بولی۔

"آپ کو معلوم ہے نا' آج کا دن لڑکیوں کے لئے کتنی اہمیت رکھتا ہے۔"

"ہمیں دس بجے تک ہوٹل پہنچنا ہے پلیز آپ جلدی کریں۔"

"اوکے۔" اس نے اپنی ساتھی مددگار کو بلوایا تھا۔

"فریال! طبیعت ٹھیک ہے تمہاری۔" مشعل جھک کر اس سے پوچھ رہی تھی۔

"ہوں۔" وہ تھکی تھکی نظر آ رہی تھی۔ مہندی کے خوبصورت نقش ونگار سے اس کے ہاتھ پاؤں بہار دکھا رہے تھے۔

وہ ایک بار پہلے بھی ارمان کے لئے دلہن بنی تھی مگر وہ حادثے کا شکار ہو گیا تھا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

"ان لمحوں کو یادگار بنانا چاہتا ہوں۔" فریال کے ہاتھ تھامتے ہوئے ارمان نے اٹھایا تھا۔

"آپ بھی کمال کرتے ہیں یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہاں آنی پریشان ہو رہی ہوں گی گیارہ تو یہیں بج رہے ہیں۔" فریال پریشانی سے گویا ہوئی۔

"ہوٹل میں نجانے کیا کیا رسمیں ہوں گی گھنٹوں مووی بنتی رہے گی تب کہیں جا کر تمہیں دیکھ پاؤں گا اس لئے یہاں آیا ہوں' تا کہ ایک فریش تصویر لے لی جائے۔ چلو مشعل۔" ارمان نے اس کے ہاتھ کو ہاتھ میں لیتے ہوئے اسے اپنے سے قریب کیا تو وہ گھبرا گئی۔ اس کی بے اختیاریاں ایسی ہی ہوا کرتی تھیں۔ "مسکراؤ بھئی کیا خوش نہیں ہو۔" وہ جھک کر پوچھ رہا تھا۔

"آپ کی حرکتوں پر پریشان ہوں' ہر بات میں